۱۴

دریا چودہ لہروں کا

(مدحیہ شاعری)

ڈاکٹر عباس رضا نیر جلالپوری

Haidery Kutub Khana
14/15 Mirza Ali St.,
Imam Bada Road
Mumbai-9 Tel:56572934

جملہ حقوق بحق شاعر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	دریا چودہ لہروں کا
شاعر	:	عباس رضا نیر جلال پوری
ترتیب وتزئین	:	کاشف رضا عرشی
کمپوزنگ	:	عرشی کمپوٹر سنٹر۔ جلال پور
		فون-263048 (05275)
اشاعت	:	جون........2004
قیمت	:	Rs. 60/00
طباعت	:	عباس بک ایجنسی, درگاہ حضرت عباسؑ, لکھنؤ
		موبائل: 9415102990 فون: 2647590
دستیاب	۞	نظامی بک ڈپو۔ وکٹوریہ اسٹریٹ۔ لکھنؤ
	۞	حیدری کتب خانہ۔ مغل مسجد کے پاس، ممبئی
	۞	حسینی کیسٹ سینٹر۔ خوجہ مسجد کے پاس، ممبئی

پبلشر: جعفری کتب خانہ، روضہ مارکیٹ رحیدری چوک جلال پور

پن کوڈ: (224149) فون: 05275-263715

ناشر کا صفحہ

خالق لوحَ قلم کا ہزار احسان اور باب شہر علم کا ہزار کرم ہے کہ وہ جعفری کتب خانہ جس کا قیام ۱۹۸۲ء میں اودھ کے ایک چھوٹے سے قصبے جلال پور میں عمل میں آیا تھا۔ جس کا بنیادی مقصد مذہبی کتب کی نشر واشاعت اور اطراف و مواضعات کی دینی ضرورتوں کی تکمیل تھا وہ ادارہ آج اپنی عمر کی تیسری دہائی میں سفر کرتے ہوئے اپنے فرائض کی ادائیگی میں پوری طرح رواں دواں ہے۔ چنانچہ دین ومذہب کے مختلف موضوعات پر اب تک اس ادارے سے تقریباً دو درجن کتابیں شائع ہو چکی ہیں لیکن اسے کیا کہا جائے کہ جس جلال پور کا تعارف ہی شعر وشاعری سے ہوتا ہے خود وہیں کے مشہور اشاعتی ادارے جعفری کتب خانے سے اب تک کوئی شعری مجموعہ شائع نہیں ہو سکا۔ یہ کسک بار بار ہمیں ستاتی رہی اور ہم اس کا اظہار بھی اکثر شعرا سے کرتے رہے لیکن کاتب تقدیر نے اس نیک ارادے کی تکمیل شاید جناب ماسٹر عزادار حسین صاحب کے ہاتھوں ہونا ہی لکھی تھی۔ اپنے دیرینہ تعلق کے پیش نظر ہم نے ان سے ان کے لائق وفائق فرزند مولانا ڈاکٹر عباس رضا نیرؔ کے شعری مجموعے کی اشاعت کا ارادہ ظاہر کیا۔ جو اس وقت شعر وادب کی دنیا میں عالمگیر پیمانے پر شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ نیرؔ صاحب نے اپنے والد گرامی کو اپنا شعری اثاثہ سونپ دیا۔ جسے آج ''دریا چودہ لہروں کا'' کی شکل میں ہم شائع کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ یہ ترتیب وانتخاب ماسٹر عزادار صاحب کے چھوٹے صاحبزادے عرشی سلمہ' کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ ہم ان سب حضرات کے تہہ دل سے شکر گذار ہیں اور لمحہ بہ لمحہ ان کے حق میں دعا کرتے ہیں۔

اللہ سے دعا ہے کہ بی بی زہراؑ ہماری اس حقیر خدمت کو قبول فرمائیں۔ آمین

فقط

مبلغ دین حق

(مولانا) غلام الثقلین واعظ

مہتمم جعفری کتب خانہ جلال پور

01/07/2004

Jalalpur

انتساب

گرامی قدر

والدین

کے نام

جن کی دعائیں میرے لئے سرمایۂ حیات ہیں

ترتیب

	دیباچہ		۹
۱۔	تو' ہی تو' بحر و بر میں تو' ہی تو'	حمد	۱۲
۲۔	وہی منبر وہی محراب مدینے والے	نعت	۱۴
۳۔	شامِ اسریٰ بتا یہ سرِ لامکاں کون ہے؟	نعت	۱۶
۴۔	کیا کہوں قدرت سے کیا رشتہ ابو طالبؑ کا ہے	مدح حضرت ابو طالبؑ	۱۸
۵۔	ہے دینِ حق کے ہر منظر میں پس منظر خدیجہؑ کا	مدح حضرت خدیجہؑ	۲۱
۶۔	مریمؑ ہیں ہاجرہؑ ہیں نہ سارہؑ ہی فاطمہؑ	مدح حضرت فاطمہؑ	۲۳
۷۔	قلم نے آج کس چادر کے خال و خد ابھارے ہیں	مدح حضرت فاطمہؑ	۲۷
۸۔	یہ کم نہیں علیؑ کی فضیلت کے واسطے	مدح حضرت علیؑ	۳۶
۹۔	سرِ منبر علی الاعلان علیؑ بولتے ہیں	مدح حضرت علیؑ	۳۸
۱۰۔	شجاعتوں نے عجیب انداز سے قصیدہ لکھا حسنؑ کا	مدح امام حسنؑ	۴۶
۱۱۔	جو مشیتوں کا ہے راز داں وہ حسینؑ ہے وہ حسینؑ ہے	مدح امام حسینؑ	۴۹
۱۲۔	وہ مرد ہے جو قول پہ اپنے ڈٹا رہے	مدح امام حسینؑ	۵۱

١٣۔	تیرا سجدہ، تیری مسجد، ترا کعبہ سجاد	مدح امام زین العابدینؑ	٥٩
١٤۔	چاند ہے چہرہ باقرؑ کا	مدح امام محمد باقرؑ	٦٢
١٥۔	سحر ہوئی غنچے مسکرائے رسول آئے امام آئے	مدح رسول آخرؐ و امام صادقؑ	٦٥
١٦۔	جعفرؑ کے لال کی ثنا ہوگی ہزار شان سے	مدح امام کاظمؑ	٦٧
١٧۔	دیارِ عشق کے بے خواب جگنو بات کرتے ہیں	مدح امام رضاؑ	٦٩
١٨۔	فدا ہو تم پہ دل و جان خیزران کے لال	مدح امام محمد تقیؑ	٧١
١٩۔	مرحبا مرحبا امام نقی	مدح امام علی نقیؑ	٧٣
٢٠۔	نفس قرآن و نفس خدا عسکری	مدح امام عسکریؑ	٧٥
٢١۔	یہ میری شب زندہ دار آنکھیں کریں گی تارے شمار کب تک	مدح امام آخرؑ	٧٧
٢٢۔	آسماں والوں سے پوچھو مرتبہ عباسؑ کا	مدح حضرت عباسؑ	٧٩
٢٣۔	لگاؤ گھاٹ پہ پہرہ جو ہوگا دیکھا جائے گا	مدح حضرت عباسؑ	٨٢
٢٤۔	میں ہوں اصغرؑ میں بتاؤں گا شجاعت کیا ہے	مدح علی اصغرؑ	٨٤
٢٥۔	بھیگی ہیں جب سے اشک عزا امامؑ سے	سلام	٨٧

٢٦۔	بعد حرؑ یہ معجزہ اب رونما ہوتا نہیں	سلام	٩٠
٢٧۔	بلا کی روشنی ہے آج بن میں	سلام	٩٢
٢٨۔	فاطمہؑ زہرا کے ارمانوں کا سایہ اوڑھ کر	سلام	٩٤
٢٩۔	آ گئے عباسؑ حیدر کی دعا چلنے لگی	سلام	٩٧
٣٠۔	فرش ماتم سے جو اٹھی وہ گھٹا جیت گئی	سلام	٩٩
٣١۔	یا علیؑ سورۂ رحمان کے آگے پیچھے	سلام	١٠٢
٣٢۔	قاسمؑ و اکبرؑ اصغرؑ ہیں بدن میں سورج	سلام	١٠٤
٣٣۔	جب بھی عزا خانے میں سجایا ہے تبرک	سلام	١٠٧
٣٤۔	سفر عباس کا جاری ہے دریا ٹھوکروں میں ہے	سلام	١١٠
٣٥۔	لفظوں میں وفا لہجے میں جھنکار نہیں ہے	سلام	١١٣
٣٦۔	آنسو عجیب فصل عزا کی اگا گئے	سلام	١١٥
٣٧۔	علم عباسؑ غازی کا سجائے جس کا جی چاہے	سلام	١١٧
٣٨۔	تعجب ہے انھیں بزم ولا اچھی نہیں لگتی ہے	سلام	١١٩

۳۹۔ جب سے ہم شبیرؑ تیرا مرثیہ کہنے لگے	سلام	۱۲۲
۴۰۔ شورِ گریہ کو کوئی موسم گھٹا سکتا نہیں	سلام	۱۲۵
۴۱۔ ہوا بہشت کی ہرگز وہ پا نہیں سکتا	سلام	۱۲۸
۴۲۔ صبح تک کے لئے حرلشکر کفار میں ہے	سلام	۱۳۱
۴۳۔ مجلس ہوئی غدیر کا منظر بدل گیا	سلام	۱۳۴

بیاض دل میں لکھی ہوئی پانچ نظمیں

۱۔ ایک نظم سلمان فارسی کے نام	۱۳۸
۲۔ ایک نظم ابوذر غفاری کے نام	۱۴۰
۳۔ ایک نظم اویس قرنی کے نام	۱۴۲
۴۔ ایک نظم میثم تمار کے نام	۱۴۴
۵۔ ایک نظم حجر بن عدی کے نام	۱۴۶

رباعیات وقطعات

دیباچہ

راتوں کی بے خوابیاں.........دنوں کی صدا ضطرابیاں.........بھری بھیڑ میں تنہائی کا احساس.........تنہائی کے لمحوں میں ہزاروں رفاقتوں کا گمان.........خوابوں کے سمندر سے آواز دیتے ہوئے روشنی کے جزیرے.........دشت بے آب وگیاہ کو شاداب کرتے ہوئے یقین کے خیمے.........شہر ستم میں بے گناہوں کے لہو سے چنے ہوئی زندانوں کی دیواریں.........قید خانوں کی پشت سے اٹھتی ہوئی نوحوں کی صدائیں.........یروشلم کی وادیوں میں چیختا ہوا بنی اسرائیل کے پیغمبروں کا بے خطا لہو.........دیوار گریہ کے اس پار سے نمودار ہوتے ہوئے امیدوں کے قافلے.........خانہ کعبہ کی پیشانی پر ابھرتا ہوا کوئی نام.........موجوں کی سطح پر روشنی دیتے ہوئے عصمتوں کے مصلے.........اور ایسے ہی نہ جانے کتنے منظر نامے ہیں جو لمحہ بہ لمحہ میرے ساتھ ساتھ چلتے ہیں.........مجھے احساس کی دولت، جذبوں کی قبا اور اظہار کا پیراہن عطا کرتے ہیں.........مجھ سے شعر کہلواتے ہیں۔

دور چاند دیس کی کسی شہزادی کا تصور مجھے نانی اور دادی کی کہانیوں میں بھی کبھی نہیں بھایا لیکن چاند کے سینے پر چمکتا ہوا ماتم کا داغ ہمیشہ سے ہی میرے احساسات کو اپنی طرف کھینچتا رہا ہے.........شب کے سناٹے میں نوحہ پڑھتی ہوئی ہواؤں کی سسکیاں کسی دشت ویراں میں اترتی ہوئی شام غریباں کی مانند سدا سے ہی مجھ سے سرگوشیاں کرتی رہتی ہیں.........رات کنارے پھولوں کے مرقد پر شبنم کے اشکوں کو چنتی ہوئی میری انگلیاں ازل سے ہی میری پلکوں پر کسی آنسو کو آواز دیتی رہتی ہیں.........تنہا کمرے کی روغن اترتی دیواروں پر برسات کی سیلن سے ابھرتی ہوئی تصویریں میری یادوں کی محبس میں جھانکتی رہتی ہیں اور مجھے کسی قیدی کی تسبیح وتہلیل کی آوازیں سناتی رہتی ہیں.........میرا اضطرار، میرا احساس، میری فکر، میری بے خوابیاں بار بار حرفوں اور لفظوں میں ڈھلنا چاہتی ہیں۔ حرفوں اور لفظوں کی تلاش مجھے ہزار بار مکے سے مدینے، مدینے سے کربلا، کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک لئے پھرتی ہے۔

کبھی میں فرزدق سے اظہار کا پیرایہ مانگنے کی تمنا میں احرام باندھ کر خانہ کعبہ تک پہنچ گیا۔ مجھے وہاں معلوم ہوا کہ فرزدق کعبے میں کہاں؟ وہ تو کسی قیدی کی مدح کے جرم میں عسفان کے زندان میں قید کر دیا گیا ہے۔ میں نے بھی اسی دن سے

اپنے جسم پر زنجیروں کی قبا سجالی کہ یہ اہلبیت کے چاہنے والوں پر بہت زیب دیتی ہے۔

کبھی میں کمیت کے نقش قدم چومتا ہوا اپنے چھٹے امام کے دربار میں پہنچ گیا۔ جہاں کمیت میرے مولا کا قصیدہ پڑھ رہا تھا اور میرے جسم کا رواں رواں کمیت کا قصیدہ پڑھ رہا تھا۔

کبھی دعبل خزاعی سے حرفوں کی بھیک مانگنے مرو کی سرحدوں میں پہنچ گیا۔ جہاں دعبل نے مجھے اپنے دیوان سے وہ قصیدہ دکھایا جس میں میرے خراسان والے امام نے اپنے معصوم قلم سے اس شعر کا اضافہ کیا تھا: ؎

وقبر بطوسٍ نا لها مِن مصیبةٍ

الحت علیَ الاحشاءِ باالزفراتِ

میں یہ شعر پڑھ رہا تھا، میرے وجدان میں بجلی تڑک رہی تھی اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی برس رہی تھی۔

کبھی میں نے جوگیوں کا روپ دھارا، بنجاروں کی ٹولیوں سے راستہ مانگتا ہوا، اونٹوں والوں سے پتہ پوچھتا ہوا اسمٰعیل حمیری تک پہنچ گیا اور ان سے پوچھا کہ خاکی جسم پر ملا ہوا بھبھوت روشنی کی قبا میں کس طرح تبدیل ہوتا ہے۔

یہی نہیں بلکہ عقیدتوں کے اسرار و رموز کی جستجو، میرے تصور کو کبھی ربذے کی وادیوں میں لئے پھری جہاں مجھے ابوذر غفاری نے بتایا کہ رسول و آل رسول کا قصیدہ پڑھنے والوں کا انجام کیا ہوتا ہے .... کبھی میں شام کے صحراؤں میں جلا وطنی کی زندگی گذارنے والے بلال حبشی سے ملا اور ان سے پوچھا کہ رسولؐ کے عشق کی سزا کیا ہوتی ہے .... کبھی کوفے کے کھجوروں والے درختوں کی شاخوں میں روشنی دیتے ہوئے میثم کے لہو نے مجھے بتایا کہ مدح علی کرنے کا جرم کیا ہے؟ .... کبھی اپنے ہاتھوں اپنی ہی قبر کھودنے والے حجر ابن عدی نے بتایا کہ علیؑ کی محبت کا معیار کیا ہے؟ .... ان سارے کرداروں نے مجھے جینے کا حوصلہ دیا، جذبوں کی دولت دی، حرفوں کا خزانہ دیا .... یہ ساری دولتیں لے کر میں ہندوستان آگیا۔ انیسؔ و دبیرؔ کے پاس گیا۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ اودھ کی مٹی اور گومتی کے پانی میں عقیدتوں کی خوشبوؤں کو کس طرح گوندھا جاتا ہے .... شرد ھاؤں کا لہجہ کیا ہے .... آستھاؤں کی زبان کیا ہوتی ہے اور پھر میں نے اپنی مٹی بھی انھیں کی چاک پر چڑھا دی .... اب جو کچھ اور جیسا تیسا مجھ سے ہو سکا میں لے کر حاضر ہوں کسی ستائش کی تمنا اور صلے کی پروا کے بغیر اپنے اللہ سے بس اتنی سی پرارتھنا کے ساتھ کہ اے اللہ تو میرے ٹوٹے پھوٹے حرفوں کو اتنا سچا بنا دے

کہ میرے ممدوحین معصومین انھیں قبول کرلیں اور انھیں میرے لئے دنیا میں سرمایۂ حیات اور آخرت میں وسیلۂ نجات بنادیں۔

جستجو، کے اس سفر میں بہت سے سایہ دار درختوں نے مجھے چھاؤں بخشی وہ سب شکریے کے مستحق ہیں۔ استاد گرامی پروفیسر انیس اشفاق کا درویش صفت ہاتھ اگر میرے سر پر نہ ہوتا تو شاید میں ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ پاتا۔ محترم سرور نواب نے اگر بچپن میں مجھے عروض کی مبادیات سے آگاہ نہ کیا ہوتا تو آج شعر گوئی کے بہت سے نکات مجھ پر کہاں روشن ہوتے۔ ڈاکٹر نسیم الظفر کی شفقتیں شامل حال نہ ہوتیں تو میری شاعری کو یہ لہجہ کہاں سے ملتا۔ انجمن حسینیہ کی فرمائشیں نہ ہوتیں تو سلاموں کا یہ سرمایہ کہاں سے ہوتا۔ فخری جعفری، نایاب ہلوری، جعفر جلال پوری، جاوید رضوی، منظور بھائی، حیدر بھائی جیسے احباب اور کرم فرما اگر مجھ پر مہربان ہوتے تو شعر گوئی کا یہ ماحول کہاں ملتا۔ ان سب کے بعد عرشی سلمہ، کی ترتیب و تزئین اور مولانا غلام الثقلین کے اشاعتی سلیقے نے کتاب کو ہر طرح خوبصورت بنایا۔

ان سب کی محبتیں شکریے کی لفظ سے کہیں زیادہ ہیں!

فقط

عباس رضانیرؔ

صدر شعبۂ اردو

ایم۔ ایچ۔ پی۔ جی۔ کالج۔ مرادآباد۔ یوپی۔ انڈیا۔244001

abbasrazanayyar@yahoo.co.in

30th June 2004

Jalalpur

تو، ہی تو، بحر و بر میں تو، ہی تو
منظر خشک و تر میں تو، ہی تو

تو، ہی دشت و جبل میں جلوہ فروز
نجم و شمس و قمر میں تو، ہی تو

وسعتِ کن فکاں پہ تو، ہی قدیر
اور ہر مختصر میں تو، ہی تو

طاقِ شب میں تو، ہی چراغِ امید
صبح کے بام و در میں تو، ہی تو

طائروں کا محرکِ پرواز
جنبش بال و پر میں تو، ہی تو

تو تلفظ خموش حرفوں کا
پیش و زیر و زبر میں تو، ہی تو

ہر نبی، ہر رسول تیرا نقیب
مبتدا میں، خبر میں تو، ہی تو

صاف ظاہر ہے حکم ''اقرا'' سے
جملہ عرضِ ہنر میں تو، ہی تو

پہلے تو صرف ''کنزِ مخفی'' تھا
آج سب کی نظر میں تو، ہی تو

تو نے رکھا ہے یوں خلیل کا دل
لامکاں ہو کے گھر میں تو، ہی تو

تیرا احساس سجدہ گاہوں میں
اپنے بندوں کے سر میں تو، ہی تو

کیا سرابوں کا خوف نیر کو
اعتبار سفر میں تو، ہی تو

وہی منبر وہی محراب مدینے والے
میری آنکھوں میں ہیں سب خواب مدینے والے

خوشبوئیں بھیجیں ترے نام کے حرفوں پہ دڑود
صبح لکھے ترے القاب مدینے والے

تیرے دربار کی بوسیدہ چٹائی پہ نثار
مسند ریشم و کمخواب مدینے والے

گفتگو حمد کے لہجے میں کیا کرتے ہیں
سنگریزے بھی ہیں نایاب مدینے والے

پتھروں پر جو نشانات قدم روشن ہیں
ہم انھیں کہتے ہیں مہتاب مدینے والے

اب بھی تاریخ کے صفحوں سے قلم پوچھتا ہے
کتنے ریزوں میں ہیں اصحاب مدینے والے

بے یقینی کے اندھیروں میں نہ کھو جائے حیات
دے کوئی گوہر شب تاب مدینے والے

پھر یزیدوں کے تسلط میں ہے دریائے فرات
پھر تری آل ہے بے آب مدینے والے

پھر کوئی نعت کا مصرع مرے سینے پہ اتار
کر مری روح کو سیراب مدینے والے

کر مرے ملک پہ بھی اپنے کرم کی بارش
میرا بھارت بھی ہو شاداب مدینے والے

کاش نیّر مرا دل غار حرا ہو جائے
اور آنکھوں میں ہوں محراب مدینے والے

شام اسریٰ بتا یہ سر لا مکاں کون ہے؟
کس کی گرد سفر بن گئی کہکشاں کون ہے؟

اس زمیں پر کہیں جس کا سایہ ملا ہی نہیں
پتھروں پر ہیں جس کے قدم کے نشاں کون ہے؟

آمنہ تیرے آنگن میں روشن ہے کیسا دیا
جس کے نیچے اندھیرا نہ اوپر دھواں کون ہے؟

جس کا تن جیسے زخموں کا ہنستا ہوا اک چمن
اور شاخ دعا جیسی جس کی زباں کون ہے؟

خشک ہونٹوں کے صحرا میں اک موج تر جس کا نام
اور خود ایک رحمت کا ابر رواں کون ہے؟

دشمنوں کی عیادت کو جو ان کے گھر تک گیا
شفقتیں جس کا شیوہ ہیں وہ مہرباں کون ہے؟

ہر نبی جس کے خطبے کا اک حرف تمہید ہے
وحی کی شان ہے جس کا طرز بیاں کون ہے؟

اپنی مٹھی میں کل انبیا کا مقدر لئے
تجھ میں اے کچی دیواروں والے مکاں کون ہے؟

سجدہ گاہوں میں موجود جس کے درود و سلام
جس کا اسم گرامی ہے روح اذاں کون ہے؟

مشعل زندگی جس کا ایک ایک نقش قدم
منزلوں منزلوں کارواں کارواں کون ہے؟

جس کی ڈیوڑھی پہ نیّر ستاروں نے رکھی جبیں
جو زمینوں پہ رہتا ہے وہ آسماں کون ہے؟

کیا کہوں قدرت سے کیا رشتہ ابوطالبؑ کا ہے
سب کا جو قبلہ ہے وہ کعبہ ابو طالبؑ کا ہے

اس کو کافر کہنے والے آ نہیں سکتے ادھر
کربلا سے خلد تک رقبہ ابو طالبؑ کا ہے

روضۂ عباسؑ کب ہے روضۂ شہؑ کے قریب
سرحد اسلام پر پہرا ابو طالبؑ کا ہے

خیمۂ شہ کا طلایا پھر کے کہتا تھا جری
چھو سکے گا کون یہ خیمہ ابو طالبؑ کا ہے

اے مرے اللہ وجہ اللہ میں کس کو کہوں
چہرۂ حیدرؑ ہے یا چہرہ ابو طالبؑ کا ہے

کون گذرے گا ادھر سے اس کے بیٹے کے سوا
کعبے کی دیوار میں رستہ ابو طالبؑ کا ہے

بندگی کی سرحدیں وحدانیت سے مل گئیں
گھر تو ہے اللہ کا بیٹا ابو طالبؑ کا ہے

کیا جدا کر پائے گا کوئی انھیں قرآن سے
باء بسم اللہ کا نقطہ ابو طالبؑ کا ہے

جگمگا اٹھا شب ہجرت کے بستر کا نصیب
چاندی ہے قدرت کی اور سونا ابوطالبؑ کا ہے

کردیا قربان بیٹوں کو بھتیجوں کے لئے
دل ہے زینب کا مگر جذبہ ابوطالبؑ کا ہے

اے ابوسفیان آ کر کربلا میں دیکھ لے
جرملہ تیرا ہے ششماہا ابوطالبؑ کا ہے

نوک نیزہ پر تلاوت کر رہا ہے کس کا سر
لب تو ہیں شبیرؑ کے لہجہ ابوطالبؑ کا ہے

آج تک نسل امیہ سے ہے جاری دیں کی جنگ
آج تک سینہ سپر کنبہ ابوطالبؑ کا ہے

ضربِ حیدرؑ کی قسم سرورؐ کے سجدے کی قسم
دین کے دامن میں سرمایہ ابو طالبؑ کا ہے

کیا عجب نیّر کہے رضوان مجھ سے حشر میں
لے یہ قصرِ خلد نذرانہ ابو طالبؑ کا ہے

ہے دینِ حق کے ہر منظر میں پس منظر خدیجہ کا
جو ہے اسلام کا بانی وہ ہے شوہر خدیجہ کا

یہ وہ بی بی ہے جس سے ہر بلندی جھک کے ملتی ہے
جبینیں آسماں والوں کی ہیں اور در خدیجہ کا

عقیدت کے محل میں پاؤں رکھ سکتی نہیں بدعت
ابو طالب کی ہیبت ہے کہیں ہے ڈر خدیجہ کا

یہ کیا کم ہے کہ یہ معصومۂ کونین کی ماں ہیں
گھرانا مریم و سارہ سے ہے برتر خدیجہ کا

اذانیں مسجدوں کی آج بھی آواز دیتی ہیں
بڑا احسان ہے اے دینِ حق تجھ پر خدیجہ کا

جو ٹکڑوں پر پلے ہیں وہ غنی خاموش بیٹھے ہیں
قصیدہ پڑھ رہے ہیں حضرت بوذر خدیجہ کا

نصاریٰ آج سب اپنی کتابیں پھاڑ ڈالیں گے
چلا ہے آیتوں کی چھاؤں میں لشکر خدیجہ کا

یہ دستر خوان شبر ہے وہ مجلس کا تبرک ہے
یوں ہی جاری رہے گا حشر تک لنگر خدیجہ کا

سناں پر فاطمہ کا لال یہ اعلان کرتا ہے
کوئی بھی حال ہو اونچا رہے گا سر خدیجہ کا

ہے شوہر شافع محشر تو بیٹی خلد کی ملکہ
ادھر داماد بھی ہے ساقیِ کوثر خدیجہ کا

نواسوں پر نظر ڈالو تو ہیں سردار جنت کے
کوئی بتلائے یہ جنتِ ہے یا ہے گھر خدیجہ کا

فرشتے چھوڑ کر جنت قلم کو چومنے آئے
قصیدہ لکھنے بیٹھا تھا ابھی نیر خدیجہ کا

●--●--●--●--●

مریم ہیں ہاجرہ ہیں نہ سارا ہیں فاطمہ
قد آئینوں کے پست ہیں بالا ہیں فاطمہؑ

قدرت نے جو دیا ہے وہ تحفہ ہیں فاطمہؑ
معراج مصطفیٰ کا نتیجہ ہیں فاطمہؑ

پرچھائیں بھی نہ دیکھی کبھی دن کی دھوپ نے
نکلا نہ جو ردا سے وہ چہرہ ہیں فاطمہؑ

بے حد و بے شمار علیؑ کی فضیلتیں
ان سب میں ایک اور اضافہ ہیں فاطمہؑ

گودی میں لے کے فخر سے جھومیں نہ کیوں رسول
کل زندگی کی ایک تمنا ہیں فاطمہؑ

وہ گھر کہ جس کے در کی سوالی ہیں جنتیں
جو رزق بانٹتا ہے وہ فاقہ ہیں فاطمہؑ

خیبر شکن کے واسطے پیسی ہیں چکیاں
مشکل کشا علی کا سہارا ہیں فاطمہؑ

حیدر ہیں وہ نماز شجاعت نے جو پڑھی
عصمت نے جو کیا ہے وہ سجدہ ہیں فاطمہؑ

پہنچی خدا کے گھر سے یہ نسبت نبیؐ کے گھر
اترا جو آسماں سے وہ رشتہ ہیں فاطمہؑ

لہجہ وہی مزاج وہی گفتگو، وہی
قرآں علیؑ ہیں نہج البلاغہ ہیں فاطمہؑ

جب آ گئیں بتول کھڑے ہو گئے رسول
ثابت ہوا کہ امُّ ابیہا ہیں فاطمہؑ

مانا کی انبیا سے سوا پائے ہیں لقب
پھر بھی ہر اک لقب سے زیادہ ہیں فاطمہؑ

سوروں میں ڈھل گئی جو وہ تحریر ہیں علیؑ
مانگا جو آیتوں نے وہ لہجہ ہیں فاطمہؑ

لو استخارہ کر کے یہ عقدہ بھی کھل گیا
قدرت سے گفتگو، کا وسیلہ ہیں فاطمہؑ

رضوان لے کے آ گیا حسنینؑ کے لباس
اب تو کہو خدا کا ارادہ ہیں فاطمہؑ

مرکز سے ٹوٹ سکتا نہیں دائروں کا ربط
معصوم سب دلیل ہیں دعویٰ ہیں فاطمہؑ

پیکر میں ڈھل گئی ہے مشیت کی روشنی
تطہیر کی ردا کا اجالا ہیں فاطمہؑ

آؤ رسول پاک یہ منظر بھی دیکھ لو
دربار میں ہجوم ہے تنہا ہیں فاطمہؑ

ٹوٹی ہوئی ہے آج تلک جنت البقیع
پہلو تمھارے اب بھی شکستہ ہیں فاطمہؑ

یوں بھی کتاب کرب و بلا کا ہے اک ورق
بے شیر ہیں علیؑ تو سکینہؑ ہیں فاطمہؑ

جو پڑھ لیا زمانے نے وہ مرثیہ حسینؑ
لکھا نہ جا سکا جو وہ نوحہ ہیں فاطمہؑ

نیرؔ مری زباں کوئی قرآن تو نہیں
میں کس طرح بتاؤں بھلا کیا ہیں فاطمہؑ

چادر
مدح جناب فاطمہ زہراؑ

قلم نے آج کس چادر کے خال وخد ابھارے ہیں
خوشی سے آیۂ تطہیر نے گیسو، سنوارے ہیں

یہ چادر وہ ہے جس سے آسماں نے چھاؤں مانگی ہے
اسی چادر کی خاطر خلد نے دامن پسارے ہیں

اسی چادر کے دو پیوند ہیں یہ چاند اور سورج
اسی چادر کے تاروں سے بنے سارے ستارے ہیں

اسی چادر کے بخیئے کہکشاؤں میں نظر آئے
ثوابت اور سیارے اسی کے استعارے ہیں

یہی چادر ہے امواج بلا میں نوح کی کشتی
یہی چادر ہے جس نے دشت میں دریا ابھارے ہیں

اسی چادر سے عزت کا سفر آغاز ہوتا ہے
اسی چادر سے وابستہ شرف سارے ہمارے ہیں

یہی اک دکھیا بیٹی کے لئے غربت کی زینت ہے
اسی نے رنگ اک ٹوٹے ہوئے گھر کے نکھارے ہیں

اسی چادر تلے جود و کرم نے زندگی پائی
اسی چادر تلے فاقوں نے اپنے دن گذارے ہیں

یہ چادر اک ورق ہے جس پہ رحمت کے فرشتوں نے
کبھی نقطے کبھی آیت کبھی سورے اتارے ہیں

اسی چادر کے ٹکڑے ہیں بہتر کربلا والے
اسی چادر نے جلوے حق پرستوں کے ابھارے ہیں

اگر سمٹے تو پھر اس کی تہیں ہفت آسماں جیسی
اگر پھیلے تو پھر دونوں جہاں اس کے کنارے ہیں

نہ تیروں سے نہ خنجر سے نہ تیغوں سے نہ لشکر سے
نصاریٰ وادی نجران میں چادر سے ہارے ہیں

یہی چادر تو محضر نامۂ شبیرؑ کہلائی
اسی چادر پہ حرف صلح شبرؑ نے ابھارے ہیں

یہ چادر تھام لینے پر ملے والعصر کا سورہ
یہ چادر چھوڑ دینے پر خسارے ہی خسارے ہیں

نبیؐ کے قلب پر قرآں اترا تیس پاروں کا
یہ چادر ایسا قرآں ہے بہتر جس کے پارے ہیں

اسی چادر میں سجدے بھی اذانیں بھی اقامت بھی
اسی چادر میں منبر ہے مصلے ہیں منارے ہیں

اسی چادر میں بخشش بھی عطا بھی اور شفاعت بھی
اسی چادر میں ڈھارس ہے امیدیں ہیں سہارے ہیں

اسی چادر نے بخشی ہیں سفر کی ساری تہذیبیں
اسی چادر میں ہر رستہ ہے منزل ہے کنارے ہیں

اسی چادر تلے تسنیم بھی کوثر بھی طوبیٰ بھی
اسی چادر تلے امواج ہیں لہریں ہیں دھارے ہیں

اسی چادر تلے ہر کارواں ہے کہکشاؤں کا
اسی چادر تلے شمعیں ہیں جگنو ہیں ستارے ہیں

ہر اک خوشبو، بھرا موسم ہے اس پھولوں کی چادر میں
نہ اس چادر میں شعلے ہیں نہ شر والے شرارے ہیں

ہے اس چادر کے اندر پنجتن کی جلوہ فرمائی
زمانے کے جو رشتے ہیں وہ چادر سے کنارے ہیں

سنبھل فکر رسا پیش نظر اس کے نظارے ہیں
فرشتوں نے بھی جسکے پاؤں پر سجدے گذارے ہیں

رواں ہونا ہے تجھ کو مدح زہرا کے مصلّے پر
وضو کر لے قلم، یہ سامنے کوثر کے دھارے ہیں

وہ صدیقہ بھی مرضیہ بھی حورا بھی شفیعہ بھی
کہ جتنی عظمتیں ہیں سب پہ زہرا کے اجارے ہیں

وہی قطع زمیں اک آسماں ہے جس پہ وہ ٹھہریں
جوان کے نقش پا چھولیں وہی ذرے ستارے ہیں

یہ آٹھوں جنتیں بستر ہیں اس کے ماہ پاروں کا
یہ ساتوں عرش اس کے لاڈلوں کے گاہوارے ہیں

ابو طالب کے گھر کس نے قدم رکھے دلھن بن کر
ستارے جس کی افشاں چاند سورج گوشوارے ہیں

پدر ہیں شافع محشر تو شوہر ساقی کوثر
یہ سردار جوانان جناں اس کے دلارے ہیں

وہ خود خاتون محشر اس کی ماں خاتون مکہ ہے
اسی کے ٹکڑے کھا کھا کر عرب نے دن گذارے ہیں

جو اس کے لاڈلوں کو دیکھتا ہے وہ یہ کہتا ہے
خدا نے اس زمیں پر عرش کے ٹکڑے اتارے ہیں

ادارت اس نے فرمائی ہے عصمت کے جریدے کی
گواہی کے لئے اک دو نہیں چودہ شمارے ہیں

کبھی سائل کبھی قیدی کبھی مسکین کی صورت
فرشتوں نے بھی اسکے در پہ کیا کیا روپ دھارے ہیں

کبھی حوا نے آکر خلد سے اس کی بلائیں لیں
کبھی مریم نے اس کے لال کے صدقے اتارے ہیں

وہ جب چاہیں جہاں چاہیں وہیں جنت اتر آئے
مکاں سے لامکاں تک اس کے بیٹوں کے اجارے ہیں

یہ اسرافیل یہ جبریل سب نوکر ہیں زہراؑ کے
کسی کے ذمّے چکی ہے کسی کے گاہوارے ہیں

اجازت ہو تو اپنی جان دے دیں ان پہ ہم بی بی
جو دو ہو ہنستے ہوئے قرآن شانوں پر تمھارے ہیں

محمدؐ ہی محمدؐ ہیں محمدؐ سے محمدؐ تک
گنو کا شانۂ زہرا میں کتنے ماہ پارے ہیں

اسی کا خانوادہ رہ گیا دریا پہ بھی پیاسا
سمندر کے سمندر آج تک اس غم میں کھارے ہیں

لکھا ہے آج تک صبت علیا کے کلیجے پر
جو راتوں سے بھی بھاری ہیں وہ دن اسنے گذارے ہیں

بہت سے بصرہ و بغداد ظاہر ہو نہیں پائے
نہ جانے کتنے زندانوں میں اسکے خوں کے گارے ہیں

خدا سے گفتگو کرتے ہیں ہم اس کے وسیلے سے
دعائیں ہیں وظیفے ہیں طلب ہے استخارے ہیں

ادھر چکے ادھر قرآں یہاں فاقے وہاں سجدے
کہ اس کے گھر ہدایت کے لئے کتنے ادارے ہیں

زمین و آسماں دو پاٹ ہیں اس ایک چکی کے
ستارے جسکے دانے اور اجالے جسکے دھارے ہیں

اسی چکی نے دی ہیں روٹیاں مولائے قنبر کو
اسی چکی کے پروردہ محمد کے دلارے ہیں

اسی کی لوریوں میں نیند آئی ہے چراغوں کو
اسی کی گونج پر سورج نے اپنے خواب وارے ہیں

اسی چکی سے سب محنت کشوں نے جنگ جیتی ہے
اسی چکی سے سب مستکبرین وقت ہارے ہیں

اسی چکی کے پاٹوں نے حکومت پیس کر رکھ دی
اسی کی گردشوں نے تاج شاہوں کے اتارے ہیں

اسی چکی کے محور پر سفر جاری ہے دنیا کا
نظام گردش شمس وقمر اس کے اشارے ہیں

یہ وہ چکی ہے جس نے انگلیاں چومی ہیں زہراؑ کی
فرشتے احتراماً آسیہ کہہ کر پکارے ہیں

نبی کی لاڈلی چھالے نہیں تیری ہتھیلی پر
فضیلت کے فلک نے چاند اور سورج ابھارے ہیں

مدد کا وقت ہے اے کفو خیبر گیر ادرکنی
ہمارے سامنے مرحب صفت دشمن ہمارے ہیں

یزیدیت کا پھر حملہ ہے مسجد کے مناروں پر
مصلّے پھر تمھارے دل کے ٹکڑوں کو پکارے ہیں

نقاب اسلام کی ڈالیں ہیں پھر اسلام کے دشمن
مصلے چیختے ہیں مسجدوں میں خوں کے دھارے ہیں

زمانے نے پہن رکھی ہے پھر پوشاک کوفے کی
گھلا ہے زہر شربت میں گلابوں میں شرارے ہیں

زمانہ مانگتا ہے پھر کوئی عباسؑ اے زہراؑ
ستم نے وقت کے کانوں سے پھر بندے اتارے ہیں

ہمیں بھی بھیک میں کچھ حرف دے دو فاطمہ زہراؑ
ملک کی طرح نیرؔ ہم نے بھی دامن پسارے ہیں

دریا چودہ لہروں کا

یہ کم نہیں علیؑ کی فضیلت کے واسطے
گھر دے دیا خدا نے ولادت کے واسطے

قرآن پاک نہج بلاغت کے واسطے
آئینہ جیسے رکھا ہو صورت کے واسطے

ہیں اہل خلد بھی جہاں خدمت کے واسطے
ہم خاکسار ہیں وہاں مدحت کے واسطے

روشن ہے مصحف رخ مولائے کائناتؑ
قرآن آ رہا ہے تلاوت کے واسطے

چاندی سخاوتوں کی علیؑ بانٹتے رہے
سونا بچا لیا شب ہجرت کے واسطے

مدح علیؑ سنائیے بچوں کو رات دن
نسخہ بتا رہا ہوں ذہانت کے واسطے

چہرہ علیؑ کا سورۂ رحمان کی قسم
کام آ گیا تعارف قدرت کے واسطے

میثم فراز دار سے اعلان کر گئے
دل چاہئے علیؑ سے محبت کے واسطے

جو پوچھنا ہو مجھ سے نکیرین پوچھ لو
اب آ گئے علیؑ مری نصرت کے واسطے

مل جائے گا لٹی ہوئی آنکھوں کو اعتبار
موسیٰ چلو نجف کی زیارت کے واسطے

اے بوریہ نشیں ترے در کا فقیر ہوں
رضواں اٹھا نہ لے مجھے جنت کے واسطے

تسنیم و سلسبیل و سیلے ہیں سب ترے
یہ لوح یہ قلم تری حرمت کے واسطے

نیرؔ علیؑ کے نام کی کرنوں سے بھیک مانگ
سورج کے پاس کیا ہے تری چھت کے واسطے

سر منبر علی الا علان علی بولتے ہیں
اس لئے چپ ہے یہ قرآن علیؑ بولتے ہیں

اے مفسر تری تفسیر بجا ہے لیکن
نقطۂ با کو بھی پہچان علیؑ بولتے ہیں

کیا سمجھتا کوئی تہذیب تکلم کیا ہے
ناطقے پر ہے یہ احسان علیؑ بولتے ہیں

حرف پیدا ہوئے الفاظ نمو پانے لگے
جملے چڑھنے لگے پروان علیؑ بولتے ہیں

ہو گئے آج سماعت کے جزیرے گلزار
کوئی کانٹا نہ بیابان علیؑ بولتے ہیں

باندھ رکھی ہے غلامی کی صفیں جملوں نے
لفظ ہیں بوذر و سلمان علیؑ بولتے ہیں

جنبش لب ہے کہ تمہید نزولِ آیات
ابھی آیا نہیں قرآن علیؑ بولتے ہیں

فصحا آئیں فصاحت کی بلائیں لے لیں
مر مٹیں سارے زباں دان علیؑ بولتے ہیں

قلزم صوت و سخن مار رہا ہے ٹھاٹھیں
مانگ لولو، لو، و مرجان علیؑ بولتے ہیں

یہ قصیدوں کی دکاں بند کرو اہل عکاظ
رکھ دو اب طاق پہ دیوان علیؑ بولتے ہیں

اے حرم کھول ذرا کان علی بولتے ہیں
اپنے مولود کو پہچان علیؑ بولتے ہیں

دیکھ روشن ہوئے جاتے ہیں معانی کے چراغ
جاگ اٹھے لفظوں کے ایوان علیؑ بولتے ہیں

سجدہ کرنے لگے گر گر کے صنم طاقوں سے
ہوئے کافر بھی مسلمان علیؑ بولتے ہیں

متکلم جو نہیں مانتے تھے قدرت کو
آ گیا ان کو بھی ایمان علیؑ بولتے ہیں

ایک بندے سے خدا مانگ رہا ہے لہجہ
کس بلندی پہ ہے انسان علیؑ بولتے ہیں

باادب بیٹھی ہیں تورات و زبور و انجیل
گفتگو کرتا ہے قرآن علیؑ بولتے ہیں

آج قرآں کے مفاہیم سمجھ میں آئے
آیتیں ہو گئیں آسان علیؑ بولتے ہیں

وَجهُ ربک کے اشارے سے یہ ہم نے جانا
تجھ میں اے سورۂ رحمان علیؑ بولتے ہیں

اے نصیری یہ ہے آواز لسان اللّٰہی
مانگ لے عشق سے عرفان علیؑ بولتے ہیں

چہرہ سورت ہے تو ماتھے کی لکیریں آیات
ڈھل گیا جسم میں قرآن علیؑ بولتے ہیں

وجد میں آ گیا ایمان علیؑ بولتے ہیں
کفر ہے چاک گریبان علی بولتے ہیں

وسوسہ تھا جنھیں ایمان ابو طالب میں
وہ خطا کر گئے اوسان علی بولتے ہیں

عمل ردِ بلا اب ہے کلام حیدرؑ
بھول جا نقشِ سلیمان علیؑ بولتے ہیں

ذوالعشیرہ میں محمدؐ کو زباں ہم دیں گے
دے کے داؤد کو الحان علیؑ بولتے ہیں

کوہِ جودی پہ شہنشاہِ نجف آ پہنچا
تھم گیا نوح کا طوفان علیؑ بولتے ہیں

مشہدِ عشق نظر آنے لگا ہشت بہشت
آج سلطان خراسان علیؑ بولتے ہیں

آج پھر طور پہ موسیٰ کا تکلم جاگا
مل گئی کھوئی ہوئی شان علیؑ بولتے ہیں

پھر سے انگڑائیاں لینے لگا کُن کا لہجہ
پھر سے مٹّی میں پڑی جان علیؑ بولتے ہیں

پھر الٹنے لگی اسرار کے چہرے سے نقاب
کھل گئے علم کے میدان علیؑ بولتے ہیں

آج کونین کے منشور لکھے جائیں گے
منشیو لاؤ قلمدان علیؑ بولتے ہیں

خم کے میداں میں بصد شان علیؑ بولتے ہیں
دیکھو قرآن پہ قرآن علیؑ بولتے ہیں

زلفِ سنبل میں بدلنے لگی ہر شاخِ ببول
خار و خس ہو گئے ریحان علیؑ بولتے ہیں

تھا جو اک دشت وہ تقدیرِ مدینہ ٹھہرا
یوں ہی بستے ہیں بیابان علیؑ بولتے ہیں

جوہری آئیں مقدر کے گہر لے جائیں
آج بارش پہ ہے نیسان علیؑ بولتے ہیں

چاند سورج سے کہو پیاس بجھالیں آ کر
ذرّہ ذرّہ ہے خمستان علیؑ بولتے ہیں

بھیک الفاظ کی لینے کے لئے آئے ہیں
خلد کو چھوڑ کے غلمان علیؑ بولتے ہیں

جذب کرنے کے لئے کوثر و تسنیم کا رس
سنگ نے کھول دیئے کان علیؑ بولتے ہیں

جگمگا اٹھیں قضا اور قدر کی شمعیں
چڑھتے ہیں لوحِ و قلم سان علیؑ بولتے ہیں

پردۂ گوش پہ ابھرے وہ صداؤں کے نقوش
آئینے ہوتے ہیں حیران علیؑ بولتے ہیں

ورنہ الفاظ تھے کنگال مفاہیم غریب
آج سب ہو گئے دھنوان علیؑ بولتے ہیں

خوب سیراب ہوں انسان علیؑ بولتے ہیں
عام ہے چشمۂ فیضان علیؑ بولتے ہیں

کہہ دو قاموس ولغت سے کہ وہ دامن بھر لیں
رہ نہ جائے کوئی ارمان علیؑ بولتے ہیں

کیوں مجھے چھیڑنے آئی ہے یہ دُھن دنیا کی
ہٹ نہیں سکتا مرا دھیان علیؑ بولتے ہیں

یہ فصاحت یہ بلاغت یہ سلاست یہ نکات
اپنی وسعت پہ ہیں حیران علیؑ بولتے ہیں

مل گیا آج خدا اور علیؑ کا لہجہ
حدِ واجب میں ہے امکان علیؑ بولتے ہیں

علیؑ اصغرؑ کے لبوں پر ہے تبسم کی لکیر
اور مقتل ہے پریشان علیؑ بولتے ہیں

خطبۂ حضرتِ زینبؑ نے قیامت کر دی
پھر ہوا کوفے میں اعلان علیؑ بولتے ہیں

گوشۂ قبر میں یہ کس کی صدا آتی ہے
میرے دل میرا کہا مان علیؑ بولتے ہیں

قید میں کرتے ہیں سجادؑ پھوپھی سے باتیں
اور سمجھتا ہے یہ زندان علیؑ بولتے ہیں

وزن کرنے کے لئے نہج بلاغہ نیرؔ
لاؤ قرآن کی میزان علیؑ بولتے ہیں

شجاعتوں نے عجیب انداز سے قصیدہ لکھا حسنؑ کا
جہاں پہ تھی ذوالفقار حیدرؑ وہیں قلم رکھ دیا حسنؑ کا

چمن چمن کی ہے سرخ پھولوں نے سبز شال اوڑھ کر تلاوت
بہار آئی ہے ڈالی ڈالی پہ جشن ہونے لگا حسنؑ کا

اسی کی شادابیوں کو طوبیٰ کی چھاؤں کہنے لگے فرشتے
بہشت کو مل گیا تھا اک پیرہن اتارا ہوا حسنؑ کا

نشان قدموں کے پتھروں پر ابھار دیتا تھا جو محمدؐ
اسی محمدؐ کے دوش اطہر کا چاند ہے نقش پا حسنؑ کا

ورق ورق پڑھ رہا ہے قرآں اسی کے کردار کا قصیدہ
حکومتوں کے مٹائے سے مٹ سکے گا کیا تذکرہ حسنؑ کا

ہے کتنا روشن خدا کا چہرہ یہ صاحبان یقیں سے پوچھو
بھلا تذبذب کی آنکھ دیکھے گی کس طرح معجزہ حسنؑ کا

کہاں جلال جبین ہاشم کہاں امیہ کے اندھے وارث
یہ شام کی مصلحت کے چہرے کریں گے کیا سامنا حسنؑ کا

یہاں تو نوک قلم بھی پھولوں کی پنکھڑی کی طرح رواں ہے
یہ دم کسی تیغ میں کہاں ہے جو روک لے راستہ حسنؑ کا

ہے مطمئن چہرۂ امامت، حکومتیں تھرتھرا رہی ہیں
بجا ہے بروقت برمحل ہے قدم قدم فیصلہ حسنؑ کا

کہاں گیا ظلمتوں کا حاکم کہاں گئی شام کی حکومت
سبھی سویروں کی سرحدوں پر ہے آج تک دبدبہ حسنؑ کا

جہاد کی منزلیں بھی آتی ہیں امن کی راہ سے گزر کر
اگر سمجھنا ہے کربلا کو تو صلح نامہ اٹھا حسنؑ کا

ہزار بدلے جہاں کے موسم ترا پھریرا ہے سبز اب تک
سلام اے کربلا کے پرچم کہ رنگ تجھ کو ملا حسنؑ کا

مدینے والوں سے کوئی کہہ دے کہ دیکھ لیں پھر علیؑ کی ہیبت
زمین مقتل اٹھانے والا ہے تیغ پر لاڈلا حسنؑ کا

دریا چودہ لہروں کا

جہاں لہو کی عبارتیں ہیں وہیں پہ مسموم حرف بھی ہیں
کتاب مقتل ہے یا ہے متن حسینؑ پر حاشیہ حسنؑ کا

جو شخص اب تک سمجھ نہ پایا نبیؐ کی صلح حدیبیہ کو
اسے قیامت تلک سمجھ میں نہ آئے گا فلسفہ حسنؑ کا

کلیجہ انسانیت کا کب تک چبائے گی سازشوں کی ڈائن
جناب حمزہؓ سے ملتا جلتا ہے کس قدر واقعہ حسنؑ کا

سوال تھا یہ لحد میں مجھ سے میں کون ہوں میرا دین کیا ہے
جواب میں میں اٹھا اور اٹھ کے قصیدہ پڑھنے لگا حسنؑ کا

تو ہی بتا اے خدائے برتر کہ اور کیسے میں تجھ سے مانگوں
میرے لبوں نے دعا کے حرفوں میں رکھ دیا واسطہ حسنؑ کا

مجال کس کی جو ایک قطرے میں کل سمندر سمو کے رکھ دے
ثنا کے قرضے اتار پائے گا کیا کوئی قافیہ حسنؑ کا

قلم کو ہچکی سی آرہی ہے حروف نیلے پڑے ہیں نیّر
مرے لہو اب جگر کے ٹکڑوں پہ تو ہی لکھ مرثیہ حسنؑ کا

جو مشیتوں کا ہے راز داں وہ حسینؑ ہے وہ حسینؑ ہے
جسے سجدہ کرتا ہے آسماں وہ حسینؑ ہے وہ حسینؑ ہے

جو خدا کے دیں کا ثبات ہے جو نبوتوں کی حیات ہے
جو شہید ہو کے ہے جاوداں وہ حسینؑ ہے وہ حسینؑ ہے

وہ اذان میں وہ نماز میں وہی کائنات کے راز میں
وہ ثبوت خالق کن فکاں وہ حسینؑ ہے وہ حسینؑ ہے

وہ جو بی بی بنت رسولؐ ہے جو عظیم ہے جو بتولؑ ہے
وہی شاہزادی ہے جس کی ماں وہ حسینؑ ہے وہ حسینؑ ہے

کبھی مقتلوں کی زمین پر تو کبھی شفق کی جبین پر
جو لہو نے لکھی ہے داستاں وہ حسینؑ ہے وہ حسینؑ ہے

وہ خدائے کن کی کتاب ہے وہ سوال ہے وہ جواب ہے
جو خموشیوں کو بھی دے زباں وہ حسینؑ ہے وہ حسینؑ ہے

جو چراغ بن کے جلا کیا وہ جو آندھیوں سے لڑا کیا
جو اندھیری شب میں ہے ضوفشاں وہ حسینؑ ہے وہ حسینؑ ہے

کوئی پوچھے سجدے کے طول پر کہ ہے کون پشت رسول پر
وہی جان سجدہ ہے بے گماں وہ حسینؑ ہے وہ حسینؑ ہے

جہاں جھک کے ملتی ہیں رفعتیں جہاں رزق پاتی ہیں غربتیں
جو فرات ہے پئے تشنگاں وہ حسینؑ ہے وہ حسینؑ ہے

وہ کریم ابن کریم ہے وہ ہر اک بشر سے عظیم ہے
وہ ہے مونس دل بیکساں وہ حسینؑ ہے وہ حسینؑ ہے

بڑی عاجزی سی ہے ذکر میں وہ نہ آئے گا حد فکر میں
وہ ہے اک فضیلت بیکراں وہ حسینؑ ہے وہ حسینؑ ہے

مرے نطق و حرف کی آبرو مری خامشی مری گفتگو
وہ امام نیر خستہ جاں وہ حسینؑ ہے وہ حسینؑ ہے

●–●–●–●–●

زبان
مدح امام حسینؑ

وہ مرد ہے جو قول پہ اپنے ڈٹا رہے
وعدہ اگر کرے تو خیال وفا رہے

باتیں اگر ہوں صاف تو نیت بھی صاف ہو
آئینہ آئینے کے لئے آئینہ رہے

یوں قول کو قرار زباں کو ثبات ہو
پتھر پہ نقش جیسے ہمیشہ بنا رہے

دریا ہو آگ کا کہ سمندر ہو خون کا
مانند کوہ بات پہ اپنی جما رہے

وہ لب کشا جو ہو تو سماعت کے شہر میں
کوئی گماں رہے نہ کوئی واہمہ رہے

جس کی طرف سے بولے عدالت میں آ کے وہ
حق میں اسی بشر کے ہر اک فیصلہ رہے

خون جگر سے سینچے وہ اقوال کے شجر
پانی جو بند ہو بھی تو لہجہ ہرا رہے

تولے جو اس کے وزن کو میزان سامعہ
اس کی زباں کے وزن سے پلہ جھکا رہے

دے کے زبان سمجھے کہ اک قرض لے لیا
جس کو اتارنے کے لئے سوچتا رہے

یہ طرز فکر رکھتے ہیں صادق زبان لوگ
باقی رہے جو بات تو باقی انا رہے

یہ عزم کا حصار ہی ضامن ہے قول کا
مرکز بنا رہے گا اگر دائرہ رہے

ایسے بھی حرف وقول کے تاجر ہوئے ہیں لوگ
جو قیمت زباں سے بھی نا آشنا رہے

بیڑے اٹھائے وعدے کئے اور زبان دی
لیکن ادا کے لمحے پس التوا رہے

لیکن اس اک رئیس زباں کا یہ قول تھا
یہ میرا سر رہے نہ رہے کربلا رہے

ہاں وہ امیر نطق ہی ممدوح ہے مرا
احکام جس کے امر الٰہی نما رہے

راہب رہے کہ فطرس و حر جو گدا رہے
شبیرؑ کے کرم تو طلب سے سوا رہے

اس کی عطا بھی یوں ہے سر بزم ہل اتی
انگشتری میں جیسے نگینہ جڑا رہے

کیا اس کے خاندان کے لوگوں کا ذکر ہو
وہ جن کے انبیا سے بھی رتبے سوا رہے

نانا وہ باوقار کہ جب بھی سفر کرے
گرد و غبار راہ فلک ڈھونڈتا رہے

بابا وہ جسکے ہونٹوں کو چھو لے تو حشر تک
دشت لغت میں لفظ سلونی ہرا رہے

وہ ذی وقار ماں کہ اگر ہاتھ روک لے
چکی فلک سے آ کے ملک پیستا رہے

دادا بھی وہ امیر عرب مومن قریش
ایمان جس کے نقش قدم چومتا رہے

دادی وہ جس کے واسطے کعبے میں در بنے
پھر اس کی راہ میں کوئی دیوار کیا رہے

بھائی وہ صلح نامے کی شرطیں اگر لکھے
اس کے قلم کا تیغوں پہ بھی دبدبہ رہے

عباسؑ بھی اسی کا ہے بھائی کہ اس کا نام
جو ایک بار لے سدا باوفا رہے

وہ ذی حشم بہن کہ جب اس کی زباں کھلے
خطبوں میں اس کے لہجۂ مشکل کشا رہے

خود وہ کی زندگی کی علامت کہیں اسے
گردن جو کٹ بھی جائے تو سر بولتا رہے

چاہے تو چاند کو بھی بلا لے زمین پر
کہہ دے تو اک مقام پر سورج رکا رہے

اس کی سخاوتوں کی فرشتوں میں دھوم ہے
حاتم بھی اس کو دور کھڑا دیکھتا رہے

ایسا شجاع اس کی شجاعت جو دیکھ لے
ماتھے سے آفتاب عرق پونچھتا رہے

قامت بڑھا دے سجدۂ ختمی مآب کی
پشت رسول پر جو وہ جلوہ نما رہے

تفہیم اس کی پھر بھی کٹھن ہے اگر بشر
تا حشر غور کرتا رہے سوچتا رہے

اتنی حسین اس نے بنائی ہے کربلا
جو ایک بار دیکھ لے سو دیکھتا رہے

خوشبو جب اس کے خوں کی بسی ہے تو پھر نہ کیوں
آب و ہوائے کرب و بلا میں شفا رہے

کیا ہمتیں گھٹائے یہ تشنہ لبی کی دھوپ
جب آفتاب صبر و رضا جاں فزا رہے

لب ہائے تشنگاں کا تقرب نہ پائے گا
یہ اور بات پاؤں میں دریا پڑا رہے

مقتل میں اب امام زماں بولنے کو ہے
جو جس جگہ رکا ہے وہیں پر رکا رہے

انکار نوک نیزہ پہ بھی بولتا رہا
بیعت کے جملہ حرف مگر بے نوا رہے

زینب نے اس لئے خطبہ بنا دیا
انکار منبروں سے سدا بولتا رہے

اس کے قصیدہ خواں کے لئے یہ بھی شرط ہے
لب پر ہنسی ہو آنکھوں میں آنسو سجا رہے

جب دل بنا ہے میرا غم شاہ کے لئے
پھر کیا جواز آ کے کوئی دوسرا رہے

ہے تعزیہ بھی دل میں مرے اور علم بھی ہے
یہ قافیہ ردیف سے کیسے جدا رہے

شبیر کا دعاؤں میں جب واسطہ رہے
پھر دامن مراد نہ کیوں کر بھرا رہے

جب تک کہ میری سانسوں کا یہ سلسلہ رہے
یا رب یہ دل بھی ذوق ولا سے بھرا رہے

جب تک نہ بند ہو مرا دروازۂ حیات
مداحِ حسینؑ کا دفتر کھلا رہے

اک وادئ فضائل سبط رسول میں
کھو جاؤں میں زمانہ مجھے ڈھونڈتا رہے

معبود تاج خسرو و جم کیا کروں گا میں
سر پر مرے غبار رہ کربلا رہے

کرب و بلائے عرصۂ حاضر کے حبس میں
میرا نصیب حرؑ کی طرح جاگتا رہے

تحریر کر بلا مری جملہ حیات ہو
آئے خبر خوشی کی تو غم مبتدا رہے

نکلے اگر سفر پہ محرم کا ماہتاب
آنکھوں میں میری اس کا اک اک نقش پا رہے

یارب جو شہ کے فرشِ عزا سے اتر بھی آؤں
آنکھوں میں آنسوؤں کا یہ دریا چڑھا رہے

نیرؔ ہے محو مدح جگر بند فاطمہؑ
کہہ دو ابھی اجل کا فرشتہ رکا رہے

تیرا سجدہ، تری مسجد، ترا کعبہ سجادؑ
ہر عبادت میں ہے روشن ترا چہرہ سجادؑ

اک طرف عظمت توریت و زبور و انجیل
اک طرف تیری دعاؤں کا صحیفہ سجادؑ

سو صحیفے ترے خطبے کے تقدس پہ نثار
تو نے کوفے میں بھی بدلا نہیں لہجہ سجادؑ

سب کے سب ہیں ترے کنبے کی جلالت پہ گواہ
سنگ اسود ہو صفا ہو کہ ہو مروہ سجادؑ

سر کے بل چلتا ہے کعبہ ترے پیچھے پیچھے
تیرا ہر نقش قدم ایک مصلیٰ سجادؑ

کتنی صدیوں کی صدا ہے تری اک اک آہٹ
نوح کی عمر پہ بھاری ترا لمحہ سجادؑ

کہکشاں ہے کہ ترے پاؤں سے لپٹی ہوئی دھول
چاند ہے یا ترے ناخن کا تراشا سجادؔ

سحر و شام ترے گیسو و رخسار کا عکس
اور سورج ہے ترا نقش کفِ پا سجادؔ

جس کو مل جائے ترے ہاتھوں کا دھون مولا
کیا کرے گا وہ زمانے کا خزانہ سجادؔ

پائی اسلام نے آ کر ترے دامن میں پناہ
تو نے قرآں پہ کیا دھوپ میں سایہ سجادؔ

پھر تصور میں مرے آ گئے تیرے آنسو
پھر سمندر مجھے لگنے لگا قطرہ سجادؔ

بار وہ تو نے اٹھایا جو کسی سے نہ اٹھا
ہے رسولوں سے بڑا تیرا کلیجہ سجادؔ

صبر شبیر سے آگے ترے دل کی ہمت
عصر عاشور سے آگے ترا رستہ سجادؔ

وہاں ایوب بھی ہوتے تو جگر پھٹ جاتا
جہاں آیا نہ ترے رخ پہ پسینہ سجادؔ

میرے احساس کی دولت بھی ترے درد کی بھیک
یہ مرا خطۂ جاں تیرا علاقہ سجادؔ

میری آنکھوں میں ہیں نعلین ترے قدموں کے
نصب ہے دل کی زمیں پر ترا خیمہ سجادؔ

تیری زنجیر کی نسبت سے قوی ہیں مرے ہاتھ
طوقِ منت سے ہے گردن میں اجالا سجادؔ

میں فرزدقؔ نہیں نیرؔ ہوں مگر تیرا ہوں
بس اسی ناز پہ لکھتا ہوں قصیدہ سجادؔ

چاند ہے چہرہ باقرؑ کا
سورج سایہ باقرؑ کا

خود ہیں محمدؐ باپ علیؑ
کم نہیں رتبہ باقرؑ کا

آیتیں لوری دیتی ہیں
قرآں جھولا باقرؑ کا

عرش کا سایہ قدموں میں
عرش پہ سایہ باقرؑ کا

دین خدا میں چلتا ہے
آج بھی سکہ باقرؑ کا

نصب ہے کیسا تیر میں تیر
دیکھ نشانہ باقرؑ کا

چاند رجب کا شرمائے
دیکھ کے چہرہ باقرؑ کا

فرشِ عزا بچھتا ہے جہاں
ہے وہ علاقہ باقرؑ کا

آنسو آنسو آیت ہے
غم ہے صحیفہ باقرؑ کا

ڈھائی برس کا سن ہے مگر
ہوگیا کوفہ باقرؑ کا

خاکِ شفا نے چوما ہے
نقشِ کفِ پا باقرؑ کا

عام کرو اس دنیا میں
طور طریقہ باقرؑ کا

میری جبیں کو کافی ہے
اک دروازہ باقرؑ کا

دنیا میرے در کی کنیز
اور میں بندہ باقرؑ کا

پانچ اماموں کی ہے ثنا
ایک قصیدہ باقرؑ کا

وہ جو غیب میں بیٹھا ہے
وہ بھی ہے بیٹا باقرؑ کا

نیرؔ لاکھ بڑھے اب دھوپ
سر پہ ہے سایہ باقرؑ کا

سحر ہوئی پھول مسکرائے، رسولؐ آئے، امامؑ آئے
نصیب دھرتی کے جگمگائے، رسولؐ آئے، امامؑ آئے

میں کس طرح دل کی بات لکھوں، قصیدہ لکھوں کہ نعت لکھوں
قلم خوشی سے نہ ٹوٹ جائے، رسولؐ آئے، امامؑ آئے

فضا میں اک روشنی سی چھائی، حکومت وقت لڑکھڑائی
صداقتوں نے قدم جمائے، رسولؐ آئے، امامؑ آئے

وہ صبح انوار ہو رہی ہے، وہ آگ گلزار ہو رہی ہے
وہ کنگرے سب زمیں پہ آئے، رسولؐ آئے، امامؑ آئے

ہوائیں مہکیں درخت جھومے، صبا نے پھولوں کے ہونٹ چومے
پرند گلشن میں گنگنائے، رسولؐ آئے، امامؑ آئے

ادھر وہ آئے شفیع محشر، ادھر سے چمکا وہ نور جعفر
زمانہ سب رنج بھول جائے، رسولؐ آئے، امامؑ آئے

وہ دل ہوا شاد آمنہ کا، وہ مسکراتی ہیں ام فروہ
چمن مرادوں کے لہلہائے، رسولؐ آئے، امامؑ آئے

چلے گی باطل کی رات کب تک، پھرے گی دردر حیات کب تک
خدا نے دو دو دیئے جلائے، رسولؐ آئے، امامؑ آئے

یہ ہے علاقہ عقیدتوں کا، یہاں چلن ہے صداقتوں کا
منافقت منھ کہاں چھپائے، رسولؐ آئے، امامؑ آئے

یہ دیکھ سورج یقین کا ہے، وہ چاند دین مبین کا ہے
فنا ہوئے ظلمتوں کے سائے، رسولؐ آئے، امامؑ آئے

امیہ زادوں کا چین چھوٹا، غرور عباسیوں کا ٹوٹا
چراغ ہاشم کے جگمگائے، رسولؐ آئے، امامؑ آئے

عجب کرم نور کا ہے نیرؔ، کہ دو دو سورج ہیں آج سر پر
نظر سے اوجھل ہیں غم کے سائے، رسولؐ آئے، امامؑ آئے

جعفرؑ کے لال کی ثنا ہوگی ہزار شان سے
لو وہ قلم بھی آ گیا مدحت کے آسمان سے

خوشبو وہ کاظمین کی نکلی مری زبان سے
گویا میں ہو کے آ گیا پھولوں کے درمیان سے

گونجی صدا درود کی محفل ہے عطر وعود کی
مضمون ہیں گلاب سے لہجے ہیں زعفران سے

ہے میرے گھر میں تذکرہ موسیٰ اہلبیتؑ کا
جنت کا کر مقابلہ رضواں مرے مکان سے

کاظمؑ کی ذات معجزہ ایک ایک بات معجزہ
پہنچا دیا وہیں اسے آیا جو طالقان سے

تیری ثنا درود میں تیری ولا سجود میں
تیرے شرف کا سلسلہ جا کے ملا اذان سے

تو مونس الغیاث ہے تو کاظم الغیاظ ہے
شبیر کی اداؤں سے شبر کی آن بان سے

ہاں تیرے خاندان کا دشمن پہ بھی وہ رعب تھا
تیغیں گریں نیام سے ناوک گرے کمان سے

دین رسول نیک نام زہراؑ کو آ کے کر سلام
کیا کیا گہر ملے تجھے زہراؑ کے خاندان سے

ماحول ظلم الاماں ، زنداں کی ہائے سختیاں
ابھریں بدن پہ آیتیں زنجیر کے نشان سے

لنگر تری گدائی کا میرے گلے کا ہار ہے
مولا یہ دل نثار ہے تجھ پہ ہزار جان سے

شاداب ہے سخن کی کشت انعام ہے ترا بہشت
شاداں ہے قلب فاطمہ نیر ترے بیان سے

دیارِ عشق کے بے خواب جگنو، بات کرتے ہیں
ثنائے ثامن ضامن ہے آہو، بات کرتے ہیں

علیؑ ہیں اور علیؑ کے لال ہیں اصلاً بھی نسلاً بھی
سخن میں گھول کر قرآں کی خوشبو، بات کرتے ہیں

وہی تعداد خرموں کی وہی تیور عطاؤں کے
لئے ہر رخ سے اپنے جد کی خو، بو، بات کرتے ہیں

ہے ماتھے کی جلالت پر فدا و الشمّس کا سورہ
گھٹا واللیل پڑھتی ہے جو گیسو، بات کرتے ہیں

علی جیسا ہے تو ، لیکن نصیری ہم نہیں مولا
ہم اپنے ذہن و دل پہ رکھ کے قابو، بات کرتے ہیں

ترا احساس دشت جاں میں رم کرتا ہے رہ رہ کر
سماعت میں تری چاہت کے گھنگھرو، بات کرتے ہیں

سفر کا حوصلہ دیتی ہے تیرے نام کی ڈھارس
ضمانت تیری پاتے ہیں تو بازو' بات کرتے ہیں

جناں کی آبرو' ہے تیرے دسترخوان کی وسعت
ترے ٹکڑوں پہ پلنے والے ہرسو' بات کرتے ہیں

ترے روضے کے چشمے پر کھڑے ہیں تیرے فریادی
کئی صدیوں کے پیاسے ہیں لب جو' بات کرتے ہیں

مری مٹی سے بھی آتی ہے نیشاپور کی خوشبو'
ترے بارے میں جب بھارت کے ہندو' بات کرتے ہیں

کمیتؔ و دعبلؔ و نیرؔ ہیں راہی ایک رستے کے
تری مدحت میں سب پہلو بہ پہلو بات کرتے ہیں

فدا ہو تم پہ دل و جان خیزران کے لال
تمھیں تو ہو مرے سلطان خیزران کے لال

زمانہ تم کو تقی جواد کہتا ہے
تمھیں ہو زہد کی پہچان خیزران کے لال

علیؑ کے لال ہو تم اور تمھارا لال علیؑ
تمھاری سب سے الگ شان خیزران کے لال

غرور توڑ دیا تم نے ابن اکثم کا
حکومتیں ہیں پشیمان خیزران کے لال

کھلی ہے نہج بلاغہ تمھارے لہجے میں
تمھیں ہو وارث قرآن خیزران کے لال

تمھاری فکر عبادت تمھارا ذکر ثواب
تمھارا عشق ہے ایمان خیزران کے لال

نویں برس میں امامت کا مل گیا منصب
شرف کا یہ بھی ہے اعلان خیزران کے لال

یہ کم سنی یہ امامت یہ علم یہ رتبہ
ہو عمر نوح بھی قربان خیزران کے لال

تمہارے رخ کی جلالت تمہارے خوں کا وقار
مطیع ہو گیا زندان خیزران کے لال

جہاں جہاں بھی کھلے ہیں گلاب سجدوں کے
ہیں سب تمہارے گلستان خیزران کے لال

تمہارے عشق میں آداب شعر گوئی کہاں
روا ہے نون کا اعلان خیزران کے لال

تمہاری ڈیوڑھی پہ نیرؔ کو نوکری مل جائے
یہی ہے دل میں بس ارمان خیزران کے لال

مرحبا مرحبا امام نقیؑ
نکلا نام علیؑ سے نام نقیؑ

کر رہا ہے دعا محمد وقت
کس بلندی پہ ہے مقام نقیؑ

خود بتائیں گے قید کے سجدے
کیسی ہوتی ہے صبح و شام نقیؑ

مٹ گئے دہر سے بنو عباس
اور قائم رہا نظام نقیؑ

کہہ رہی ہے زمین سر من رائے
عسکری ہے مہ تمام نقیؑ

روشنی چھن رہی ہے غیبت سے
اب بھی جاری ہے فیض عام نقیؑ

متوکل سے اچھے وہ حیوان
کر رہے ہیں جو احترام نقیؑ

لوگ آنسو سمجھ رہے ہیں انھیں
میری آنکھوں میں ہیں خیام نقیؑ

وقت کتنے یگوں سے پیاسا ہے
یا الٰہی عطا ہو جام نقیؑ

کیا تعارف کراؤں دنیا سے
میں ہوں نیرؔ فقط غلام نقیؑ

نفس قرآن و نفس خدا عسکریؑ
واہ شہزادۂ سامرہ عسکریؑ

اے محمدؐ کے وارث محمدؐ کے لال
تم ہی ہو دلبر فاطمہؑ عسکریؑ

کیسے کیسے تھے عقدے جو حل کر دیئے
ہو گئے تم بھی مشکل کشا عسکریؑ

تم حسنؑ ہو تمھیں صلح کے چاند ہو
تم ہی ہو وارث کربلا عسکریؑ

تم شجاعت میں ہم شان عباسؑ ہو
اور عبادت میں زین العباؑ عسکریؑ

مسند علم پر فکر باقرؑ ہو تم
اور صداقت میں جعفرؑ ادا عسکریؑ

حلم کہتا ہے تم کاظم الغیظ ہو
تم ہی کہلائے ابن الرضاؑ عسکریؑ

زہد کہتا ہے تم ہو وقارِ تقیؑ
اے نقیؑ کی مجسم دعا عسکریؑ

رہ کے پردے میں جو پالتا ہے ہمیں
وہ تمھارا ہی ہے لاڈلا عسکریؑ

لکھ سکے گا کوئی کیا تمھاری ثنا
تم ہو ہر رُخ سے اک معجزہ عسکریؑ

اک اجالا سا کاغذ پہ ہونے لگا
جب بھی نیّرؔ قلم نے لکھا عسکریؑ

یہ میری شب زندہ دار آنکھیں کریں گی تارے شمار کب تک
بتاؤ مولا کہ ختم ہوگی یہ مدّتِ انتظار کب تک

زمیں کو اپنے قدم سے روشن کرو گے اے شہسوار کب تک
ہٹے گی نظروں سے دھول کب تک چھٹے گا دل سے غبار کب تک

ہماری آنکھوں کو کب ملے گا تمھارے انوار کا جزیرہ
تھکے ہوئے بازوؤں سے ہوگا سمندرِ ہجر پار کب تک

تمھارے جلووں کی جستجو، میں ہر ایک خوشبو، کے پیچھے پیچھے
پھرا کروں گا میں لے کے کاندھوں پہ زندگی کا مزار کب تک

جو تم کہو تو میں جا کے چپکے سے چشمِ نرگس میں بیٹھ جاؤں
تمھارے دیدار کی تڑپ میں پھرا کروں یوں ہی خوار کب تک

زمانہ کانٹوں کی زد پہ رکھ رکھ کے کھینچتا ہے وجود میرا
شکستہ ہاتھوں سے میں سمیٹوں یہ چادرِ تار تار کب تک

چراغ بن کے ہوا کی زد پہ نہ جانے کب سے کھڑا ہوا ہوں
یہ میری بے اعتبار سانسیں دلائیں گی اعتبار کب تک

تمھارے لہجے کی خشبوؤں پر ہزار ہا زعفران صدقے
کرو گے آخر سماعتوں کی یہ کھیتیاں لالہ زار کب تک

مری زمینوں کو غصب کب تک کریں گے یہ دست آمریت
خود اپنے گھر میں پکارا جاؤں گا میں غریب الدیار کب تک

جلا وطن ہوں گے کتنے بوذر زباں کٹائیں گے کتنے میثم
بچھائی جائے گی موت کب تک سجائے جائیں گے دار کب تک

اب اپنے شانوں پہ لے کے عباسؑ کا علم آ بھی جاؤ مولا
یہ فتوے یوں ہی لگیں گے ذکر حسینؑ پر بار بار کب تک

کبھی تو بدلے گا وقت نیرؔ کہ آئے گا وقت کا وہ حیدرؑ
کہ ذوالفقار علیؑ کا قرضہ رہے گا آخر ادھار کب تک

آسماں والوں سے پوچھو مرتبہ عباسؑ کا
نام لیتے ہیں ادب سے انبیا عباسؑ کا

کوئی پتا ہل نہیں سکتا اجازت کے بغیر
ساری دنیا ہے خدا کی اور خدا عباسؑ کا

ہو بہو، عباسؑ تھے شیر خدا کا آئینہ
بن سکا لیکن نہ کوئی آئینہ عباسؑ کا

یا شب ہجرت علیؑ کی نیند دیکھی وقت نے
یا شب عاشور دیکھا جاگنا عباسؑ کا

مائیں اپنے نونہالوں کو بنا دیتی ہیں شیر
ان کو لوری میں سنا کر واقعہ عباسؑ کا

حرملہ بے شیر سے نظریں ملاتا کس طرح
آنکھیں اصغرؑ کی تھیں لیکن رعب تھا عباسؑ کا

شام کے بزدل سپاہی بچ کے جائیں گے کہاں
میمنہ عباسؑ کا ہے میسرہ عباسؑ کا

ہو کہاں جبریل آؤ اک قصیدہ پھر پڑھو
دیکھ لو دریا پہ انداز وغا عباسؑ کا

شیر سے آگے ہے شیرانہ نگاہوں کا جلال
کس میں ہمّت ہے جو روکے راستہ عباسؑ کا

وہ تو کہئے سامنے زینبؑ کی مرضی آ گئی
ورنہ سہہ پاتی نہ غصّہ علقمہ عباسؑ کا

وار اور تلوار دل اور عزم آنکھیں اور جلال
ڈھنگ سب اکبرؑ نے پایا ہے چچا عباسؑ کا

بے وفا پڑھ ہی نہیں سکتا کتاب کربلا
ہر ورق پر آج بھی ہے حاشیہ عباسؑ کا

بہتے پانی پر کوئی بھی نقش رک سکتا نہیں
ہے مگر موجوں پہ اب تک نقش پا عباسؑ کا

پوری ہو جائے گی ہاتھ اٹھنے سے پہلے ہر مراد
مانگ لو دے کر خدا کو واسطہ عباسؑ کا

ڈوبتا سورج ابھرتے چاند پر لکھ کر گیا
حشر تک ہوتا رہے گا تذکرہ عباسؑ کا

سر کہیں سینہ کہیں بازو کہیں گردن کہیں
گھاٹ پر بکھرا ہے لاشہ جا بجا عباسؑ کا

اپنے بیٹوں کو نہ روئیں عمر بھر ام البنین
کر سکی ماتم نہ اب تک ماتا عباسؑ کا

ہائے پردے کا محافظ عمر بھر یاد آئے گا
کیسے غم بھولے گی زینبؑ کی ردا عباسؑ کا

حشر کا میدان بھی کرب و بلا ہو جائے
جب وہ دکھیا ماں پڑھے گی مرثیہ عباسؑ کا

سر اٹھا کر دیکھتا ہے آسماں نیر کی شان
کتنی اونچائی پہ ہے ذوق ثنا عباسؑ کا

دریا چودہ لہروں کا

لگاؤ گھاٹ پر پہرہ جو ہوگا دیکھا جائے گا
اٹھا لاؤں گا میں دریا جو ہوگا دیکھا جائے گا

لب دریا تم اپنی تیغ لاؤ میں علم لاؤں
مجھے بھرنا ہے مشکیزہ جو ہوگا دیکھا جائے گا

میں ورثہ دار حیدرؑ ہوں علم بردار لشکر ہوں
الٹ دوں گا در کوفہ جو ہوگا دیکھا جائے گا

تمھیں تعداد پر اور مجھکو ہمت پر بھروسہ ہے
ترائی لے کے چھوڑوں گا جو ہوگا دیکھا جائے گا

جہاں خیمے لگائے تھے وہی میرا علاقہ ہے
کروں گا پھر وہیں قبضہ جو ہوگا دیکھا جائے گا

مرے ہمراہ زینب اور سکینہؑ کی دعائیں ہیں
نہ سمجھو تم مجھے تنہا جو ہوگا دیکھا جائے گا

لہو ہوگا ترائی میں دھواں اٹھے گا دریا سے
بدل ڈالوں گا ہر نقشہ جو ہوگا دیکھا جائے گا

کبھی خود شیر کے آگے شکار آیا نہیں کرتے
کوئی روکے مرا راستہ جو ہوگا دیکھا جائے گا

مرے شانے قلم ہوں گے مرے بازو علم ہوں گے
رہوں گا حشر تک اونچا جو ہوگا دیکھا جائے گا

ہمارے گھر کے بچے کھیلتے ہیں تیر و خنجر سے
ہمیں تیغوں کا کیا خطرہ جو ہوگا دیکھا جائے گا

بنی ہاشم کا سورج ہوں تمھیں جھلسا کے رکھ دوں گا
شجاعت ہے مرا ورثہ جو ہوگا دیکھا جائے گا

فضا میں گونجتی ہے آج تک اس کی صدا نیرؔ
اجازت دو مرے آقا جو ہوگا دیکھا جائے گا

میں ہوں اصغرؑ میں بتاؤں گا شجاعت کیا ہے
حرملہ ہوش میں آ تیری حقیقت کیا ہے

حوصلہ فاتح خیبر سے ملا ہے مجھ کو
چھین لے میری ہنسی تیر میں ہمت کیا ہے

ظلم کی فوج کو چٹکی سے مسل سکتا ہوں
مجھ کو تلوار اٹھانے کی ضرورت کیا ہے

آ تو جانے دو مرے ہونٹوں پہ ہلکی سی ہنسی
ابھی کھل جائے گا یہ فوج کی کثرت کیا ہے

مسکراہٹ سے ہے روشن مرا چہرہ لیکن
حرملہ دیکھ ترے چہرے کی رنگت کیا ہے

ظلم کی آنکھ میں آنسو، مرے ہونٹوں پہ ہنسی
فتح کی اس کے سوا اور علامت کیا ہے

خون حیدرؑ کی حرارت ہے لہو میں میرے
چیر دوں کلّہٗ اژدر کو یہ بیعت کیا ہے

تیر کی پیاس بجھائی ہے لہو سے اپنے
میں نے سیکھا ہے بزرگوں سے سخاوت کیا ہے

سن کے ھل من کی صدا جھولے میں رکتا کیسے
مجھ کو معلوم ہے اسلام کی نصرت کیا ہے

میرے بابا کا فرشتوں نے جھلایا جھولا
پوچھو جنت سے مرے گھر کی فضیلت کیا ہے

میرے دادا ہیں علیؑ میرے چچا ہیں عباسؑ
میرے کنبے کا تعارف ہے شجاعت کیا ہے

سرخ رُو مقصد شبیر ہے میرے دم سے
تم نہ سمجھو گے مرے خون کی قیمت کیا ہے

نوک نیزہ پہ چڑھایا مرا سر ظالم نے
بس ذرا دیر میں سمجھا تھا کہ تربت کیا ہے

میں نہ دے پایا جواب اپنی بہن کے خط کا
پوچھتی رہ گئی صغریٰ کہ شکایت کیا ہے

اجڑے جھولے کو کلیجے سے لگا رکھی ہے
ماں سے پوچھے کوئی بیٹے کی محبت کیا ہے

تو کہاں اور کہاں اصغرؑ کی زباں اے نیّر
تیرے حرفوں ترے لفظوں کی حقیقت کیا ہے

بھیگی ہیں جب سے اشکِ عزائے امامؑ سے
آنکھیں نظر ملاتی ہیں کوثر کے جام سے

پھیلی ہیں دشتِ شب میں بڑے اہتمام سے
صبحیں نہ قید ہو سکیں زندانِ شام سے

وہ بھی کلام پاک کا جزدان ہو گیا
ٹکڑا جو بچ گیا تھا قبائے امام سے

ہونٹوں کی پیاس آنکھوں کو دریا بنا گئی
چشمے ابل رہے ہیں عطش کے نظام سے

یہ میری آنکھ اور یہ اشکِ غمِ حسینؑ
اک بادشاہ گذرا ہے دیوانِ عام سے

کس کا لہو ہے جس سے نمازیں ہیں سرخ رُو
پوچھے کوئی رکوع و سجود و قیام سے

اکبرؑ کے منہ کو چوم کے کہتی تھی مامتا
ملتا ہے میرا چاند رسولِ انام سے

مقتل میں آ رہی ہے جوانی رسول کی
اے زندگی بلند ہو اپنے مقام سے

جھولے کے گرد آ گئیں پھولوں کو چھوڑ کر
واقف ہیں تتلیاں علی اصغرؑ کے نام سے

جس کو اسیر کر کے چلا ہے امیر شام
بیڑی نے ہار مان لی اس کے خرام سے

قرآن ہے وہاں تو یہاں سجدۂ حسینؑ
ماہ عزا بھی کم نہیں ماہِ صیام سے

عباسؑ قافیہ ہیں تو زینبؑ ردیف ہیں
اک شعر لکھ رہا ہوں بڑے التزام سے

زین العبا کو دیکھ کے تاریخ نے کہا
قرآن بچ کے آ گیا جلتے خیام سے

بیٹھا تو فرش غم پہ چلا تو علم کے ساتھ
میرا سفر بھی ملتا ہے میرے قیام سے

آنکھوں نے بھی کیا ہے چراغاں پئے عزا
دل بھی دھڑک رہا ہے بڑی دھوم دھام سے

نیرؔ سلام ہے کوئی صنفِ غزل نہیں
لفظوں سے کہہ دو آئیں مگر احترام سے

بعد حرؑ یہ معجزہ اب رونما ہوتا نہیں
اتنی جلدی کوئی پتھر آئینہ ہوتا نہیں

سرحدوں کی قید سے آزاد ہے شہرِ عزا
ملکِ احساسات کا جغرافیہ ہوتا نہیں

کربلا کے ہر مفسر کا قلم حیرت میں ہے
ایک ننھی سی ہنسی کا ترجمہ ہوتا نہیں

موت کی لذت بتاتی گر نہ قاسم کی زباں
زندگی تجھ میں بھی کوئی ذائقہ ہوتا نہیں

آ و چل کر پوچھ لیں تہذیبِ اہلبیتؑ سے
دینِ پیغمبر میں کیا ہوتا ہے کیا ہوتا نہیں

ہم بھلا کس آئینے میں اپنی صورت دیکھتے
گر حسینؑ ابنِ علی کا نقشِ پا ہوتا نہیں

یہ زمانہ چھین لیتا مجھ سے بینائی مری
میری آنکھوں میں اگر اشکِ عزا ہوتا نہیں

کچھ نہ کچھ اوصافِ قدرت تھے علیؑ کی ذات میں
ورنہ اک بندہ نصیری کا خدا ہوتا نہیں

ہاں سرِ نیّر پہ ہے تاجِ غلامئ حسینؑ
یہ شرف منّت کشِ ظلِّ ہما ہوتا نہیں

بلا کی روشنی ہے آج بن میں
ستارے عرش کے اترے ہیں رن میں

علی اکبرؑ نقاب رخ الٹ دو
ہیں کب سے چاند اور سورج گھٹن میں

ابو طالبؑ کو کافر کہنے والو
یہ سورج آ نہیں سکتا گہن میں

علی اصغرؑ بھی حیدرؑ لگ رہے ہیں
سمٹ آیا ہے سورج اک کرن میں

سرِ حرؑ پر بندھا رؤمالِ زہراؑ
بہار آئی ہے زخموں کے چمن میں

کرو ماتم حسینؑ ابن علی کا
تھکن محسوس ہو جب جب بدن میں

سرِ رومالِ زہراؑ میرے آنسو
مسافر آ گئے اپنے وطن میں

لکھی ہے کربلا پلکوں پہ نیّر
حسین ابن علیؑ ہیں میرے من میں

فاطمہ زہراؑ کے ارمانوں کا سایہ اوڑھ کر
زندگی کی دھوپ میں نکلو پھریرا اوڑھ کر

باپ کے ہاتھوں پہ دادا کا ارادہ اوڑھ کر
بے خطر نکلے ہیں اصغرؑ رن میں خطرہ اوڑھ کر

جابجا روشن نظر آتے ہیں ہیبت کے چراغ
سو رہی ہے تشنگی ساحل پہ دریا اوڑھ کر

چادرِ زہراؑ میں انکی کوئی گنجائش نہیں
آ گئے ہیں جو زبردستی کا رشتہ اوڑھ کر

عبد اور معبود کی قربت بتانے کے لئے
آ گیا قرآن بھی نہج البلاغہ اوڑھ کر

ان کی مجلس کا تبرک سب کی قسمت میں کہاں
روٹیاں سائل کو دیتے ہیں جو فاقہ اوڑھ کر

ہاں یہ نفسِ مطمئنہ کا علاقہ ہے یہاں
نوجواں کو نیند آ جاتی ہے نیزہ اوڑھ کر

ایک سورج کر رہا ہے خیمۂ شہ کا طواف
اپنے دادا کی شجاعت کا اثاثہ اوڑھ کر

باندھ کر رومالِ زہراؑ میں اسے حر لے گیا
ایک شب آئی تھی جنت کا سویرا اوڑھ کر

کیا خبر تھی شام والوں کو علیؑ کی بیٹیاں
اپنے پردے کو بچا لیتی ہیں لہجہ اوڑھ کر

منہ ہتھیلی سے چھپائے اپنی پھوپھیوں کی طرح
کمسنی نکلی ہے زہراؑ کا سلیقہ اوڑھ کر

ہتھکڑی تھامے کہ ماں بہنوں کے اونٹوں کی مہار
ناتوانی جا رہی ہے جد کا وعدہ اوڑھ کر

اے سلگتی کوکھ اب تو ہی بتا جائے کہاں
ایک ماں کی مامتا یادوں کا جھولا اوڑھ کر

دو بریدہ ہاتھ اب تک نہر پر بیدار ہیں
کیسے سوئیں حسرت مشک سکینہ اوڑھ کر

کیا کہوں نیّر یہ مجھ کو شعر دے جاتا ہے کون
میں تو سو جاتا ہوں مدحت کا ارادہ اوڑھ کر

آ گئے عباسؑ حیدرؑ کی دعا چلنے لگی
یا مدینے کی زمیں پر کربلا چلنے لگی

کیوں پہن لی خانۂ کعبہ نے پوشاکِ سیاہ
کیا خدا کے گھر میں بھی رسمِ عزا چلنے لگی

دیکھ لو عباسؑ کو صفین کے میدان میں
آج پورے قد سے حیدرؑ کی دعا چلنے لگی

پانچ قرآنوں کو اک چادر کے اندر دیکھنے
فاطمہؑ کے گھر کی جانب انما چلنے لگی

فاطمہؑ کے لال کی جنت نے جب آواز دی
اپنا دوزخ چھوڑ کر حرؑ کی خطا چلنے لگی

ظلم کی شاخوں سے تیروں کے پرندے اڑ گئے
رن میں اصغرؑ کے تبسم کی ہوا چلنے لگی

آج بھائی کے فرائض اک بہن نے لے لئے
آج پرچم بن کے زینبؑ کی ردا چلنے لگی

اے علی اصغرؑ ابھی تھا گھٹنیوں چلنے کا دن
تیری انگلی تھام کر کرب و بلا چلنے لگی

آگے آگے جا رہا ہے میرے مولا کا علم
پیچھے پیچھے ساری دنیائے وفا چلنے لگی

حشر کے بازار میں نکلا ہے ماتم کا جلوس
خلد اپنے سر پہ رکھ کر تعزیہ چلنے لگی

مدحتِ مولاؑ نے نیرؔ کو سلیماں کر دیا
دیکھ ایوانِ سخن کیسی ہوا چلنے لگی

فرشِ ماتم سے جو اٹھی وہ گھٹا جیت گئی
سب رُتیں ہار گئیں فصلِ عزا جیت گئی

رن کو عباسؑ نے نظروں پہ اٹھا رکھا ہے
اے نصیری کے خدا تیری دعا جیت گئی

ایک آیت میں بھرے گھر کا قصیدہ تھا محال
انما آ کے مگر زیرِ کساء جیت گئی

سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہے شجاعت کا خدا
غیظ کو ڈھال کے طاعت میں رضا جیت گئی

یہ تبسم جو لبِ اصغرؑ بے شیر پہ ہے
اس تبسم کی قسم کرب و بلا جیت گئی

ایک بھی لفظ نہ زینبؑ کا ہوا بے پردہ
میرے مولاؑ تیرے لہجے کی ردا جیت گئی

صبح تک ایک گنہگار کے دل کی آواز
ہارتے ہارتے قسمت کی وغا جیت گئی

کیوں دھواں اٹھتا ہے چہروں سے جفا کاروں کے
ایسا لگتا ہے ترائی پہ وفا جیت گئی

آخری موڑ پہ کام آ گیا تعویذ حسنؑ
سرخئ خون جگر بن کے حنا جیت گئی

چاند تاروں سے زیادہ مرے آنسو چمکے
آسماں ہار گیا چشم عزا جیت گئی

سانس لینے لگے عیسیٰ بھی پھریرے کے تلے
میرے غازی ترے پرچم کی ہوا جیت گئی

لاش شبیر پہ یہ بین تھے اک دکھیا کے
بھائی کو ہار کے میں کرب و بلا جیت گئی

ہم سے ٹکرا کے زمانے کو بھی پچھتانا پڑا
ہر ستم تھک گیا زہراؑ کی دعا جیت گئی

مسترد کر دیا ہر عہد نے ہر ظالم کو
خون سرورؑ نے جو دی تھی وہ صدا جیت گئی

تیرا ہر لفظ چمکنے لگا سورج کی طرح
دیکھ نیر ترے مولاؑ کی عطا جیت گئی

یا علیؑ سورۂ رحمان کے آگے پیچھے
تیرا ہی ذکر ہے قرآن کے آگے پیچھے

شب نصرت شہ ذیشان کے آگے پیچھے
آیتیں بیٹھی ہیں قرآن کے آگے پیچھے

عرش والے اسے زہراؑ کا مکاں کہتے ہیں
ہیں فرشتے یہاں انسان کے آگے پیچھے

ڈھونڈنے نکلی تھی حیدرؑ کی بلندی دنیا
رہ گئی بوذر و سلمان کے آگے پیچھے

یہ محمدؐ ہیں وہ زہراؑ یہ علیؑ وہ حسنین
چار قرآن ہیں قرآن کے آگے پیچھے

جس طرف دیکھئے عباسؑ نظر آتے ہیں
ایک ہی وار ہے میدان کے آگے پیچھے

حرؑ جہاں پر ہے وہیں قاسمؑ و عباسؑ بھی ہیں
میزباں رہتے ہیں مہمان کے آگے پیچھے

ہے یہ حیدرؑ کا گھرانہ اسے قیدی نہ کہو
سب خبر ہے اسے زندان کے آگے پیچھے

آج تک چھوڑ کے عباسؑ کا پرچم نہ گئی
ہے وفا اپنے ہی سلطان کے آگے پیچھے

چھوڑ کر فرش عزا ہم نہ کہیں جائیں گے
جائیں سب قصر سلیمان کے آگے پیچھے

شام کے لوگوں کی نیندیں نہ اجڑ جائیں کہیں
ایک ماں روتی ہے زندان کے آگے پیچھے

مدحت آل نبیؐ مجھ سے نہ ہو گی نیّر
کیا زباں کھولوں میں قرآن کے آگے پیچھے

قاسمؑ و اکبرؑ و اصغرؑ ہیں بدن میں سورج
یوں ہی کھلتے ہیں محمدؐ کے چمن میں سورج

صبح عاشور نے انصار کے چہروں سے کہا
ایسا لگتا ہے اتر آئے ہیں بن میں سورج

جب تلک آنکھوں سے دیکھا نہ علی کا چہرہ
کون جانے کہ رہا کتنی گھٹن میں سورج

چھ مہینے کے مجاہد میں ہے حیدرؑ کا جلال
ڈھل گیا نقطے میں قرآن کرن میں سورج

نہر پر پھر بنی ہاشم کا قمر غیظ میں ہے
پھر ابھر آئے ہیں ماتھے کی شکن میں سورج

روشنی دیتا ہے اکبرؑ کی اذاں کا لہجہ
گھل رہا ہے علی اکبرؑ کے سخن میں سورج

چاند کے ٹکڑوں کو مقتل سے اٹھاتا ہی رہا
عصر کے وقت بھی آیا نہ تھکن میں سورج

شب کے دربار پہ حملے کا ارادہ تو نہیں
جانب شام روانہ ہے رسن میں سورج

پائے سجاد کے چھالے بھی ضیا دیتے ہیں
کیا مسافر ہے کہ ہے چال چلن میں سورج

ورنہ مرقد میں قیامت کا اندھیرا ہوگا
صورت خاک شفا رکھ لو کفن میں سورج

روشنی کے لئے کافی ہے علم کا پنجہ
ہم کو کیا فکر چلا جائے گہن میں سورج

بین صغریٰ کے ہیں اکبرؑ مرا پردیس میں ہے
ہائے کس طرح سے دیکھوں میں وطن میں سورج

کون کرسکتا ہے زخموں کی تمازت کا حساب
کون گن سکتا ہے شبیر کے تن میں سورج

دے رہا ہے کسی معبود کے ہونے کا ثبوت
چاند کی لاش اٹھائے ہوئے رن میں سورج

صرف نیّرؔ ہوں میں نیّرؔ نہ انیسؔ اور نہ دبیرؔ
لوگ کیوں ڈھونڈ رہے ہیں مرے فن میں سورج

جب بھی عزا خانے میں سجایا ہے تبرک
میرے لئے فردوس سے آیا ہے تبرک

تو نے بھی عجب مرتبہ پایا ہے تبرک
پلکوں پہ فرشتوں نے اٹھایا ہے تبرک

ہیں اشک عزا سلطنت فاطمہ زہراؑ
ملک ابو طالبؑ کی رعایا ہے تبرک

جبریل سے کہہ دو مرا منہ چوم لیں آ کر
میں نے ابھی شبیرؑ کا کھایا ہے تبرک

ان بچوں کو دنیا کی نظر لگ نہیں سکتی
جن بچوں کو ماؤں نے کھلایا ہے تبرک

اے فاطمہ زہراؑ انھیں دے دیجئے روٹی
جنت نے فرشتوں سے منگایا ہے تبرک

اب وہ بھی تبرک کی عداوت پر تلے ہیں
جن لوگوں نے تا زندگی کھایا ہے تبرک

وہ شخص زمانے میں کبھی اٹھ نہیں سکتا
جس شخص نے نظروں سے گرایا ہے تبرک

یہ نذر یہ لنگر یہ سبیلوں کی قطاریں
دنیا میں جہاں دیکھئے چھایا ہے تبرک

دنیا کی شہنشاہ قطاروں میں کھڑے ہیں
سب کے لئے تسکین کا سایہ ہے تبرک

پیدا کیا دنیا کو برائے غم شبیر
اللہ نے جنت کو بنایا ہے تبرک

ان لوگوں کو جنت کبھی اپنا نہیں سکتی
جن لوگوں کی نظروں میں پرایا ہے تبرک

شہزادئ کونین کا رومال ہے سر پر
حرؑ نے عجب انداز کا پایا ہے تبرک

اس راز کو اب تک نہ سمجھ پائی یہ دنیا
ہے فاطمہ زہراؑ کی دعا یا ہے تبرک

شاید یہ نکیرین کے کام آسکے نیرؔ
اس واسطے کچھ میں نے بچایا ہے تبرک

کہا للکار کے مختار نے دربار کوفہ میں
علیؑ والا ہوں زنجیروں کا حلقہ ٹھوکروں میں ہے

یہ کہہ کر آگ پر چلتے ہیں ماتم دار سرورؑ کے
عزاداری پہ ہر بدعت کا فتویٰ ٹھوکروں میں ہے

علیؑ کے پاؤں نے معراج بخشی ہے مجھے نیرؔ
میں اک ذرّہ ہوں لیکن ہر ستارہ ٹھوکروں میں ہے

لفظوں میں وفا لہجے میں جھنکار نہیں ہے
تو واقف عباس علمدار نہیں ہے

آیت ترے فاقوں کی طلبگار ہے زہراؑ
فاقہ کسی آیت کا طلبگار نہیں ہے

مر جائیں گے شبیر کے یوسف نہ بکیں گے
یہ کرب و بلا مصر کا بازار نہیں ہے

صدیوں سے اٹھا رکھا ہے عباس کا پرچم
آنسو سے بڑا کوئی علمدار نہیں ہے

اس واسطے شہ دیتے ہیں اک رات کی مہلت
سب جاگ چکے حر ابھی بیدار نہیں ہے

ہر گام پہ زینب کی نہیں بھی رہی شامل
تنہا کہیں شبیر کا انکار نہیں ہے

رونا جہاں مشکل تھا وہاں ہنس کے دکھایا
اصغرؑ کی طرح کوئی بھی جرار نہیں ہے

زینبؑ تری ہیبت سے ہیں خاموش فضائیں
اب شام کا بازار بھی بازار نہیں ہے

اک رات کی دیوار نے حر کو یہ بتایا
وہ بات جو اُس پار ہے اِس پار نہیں ہے

دو ہاتھ ہیں اسلام کی کشتی کے محافظ
اب دور تلک بھی کوئی منجدھار نہیں ہے

غیرت ہے کہ جو سر کو اٹھانے نہیں دیتی
عابد کے لئے طوق گراں بار نہیں ہے

صد شکر کہ ہے خاک شفا سے انھیں نسبت
نیّر کوئی سجدہ ترا بیمار نہیں ہے

آنسوؤ عجیب فصل عزا کی اگا گئے
ماتم کے پھول سارے زمانے پہ چھا گئے

شبیر قرض پشت نبی کا چکا گئے
اپنا گلا کٹا دیا سجدہ بچا گئے

پیدا ہوئی جو دل میں زیارت کی آرزو
اشکوں کے تعزیے مری پلکوں پہ آ گئے

مجلس کا قصد میں نے کیا اور سو گیا
یہ کون لوگ تھے جو مرا گھر سجا گئے

جسطرح ایک نقطے میں قرآں سمٹ گیا
سب حوصلے تبسم اصغرؑ میں آ گئے

اصغرؑ کے حوصلوں کا تصور محال ہے
رونا جہاں کٹھن تھا وہاں مسکرا گئے

شبیرؑ کے چراغ بھی کیسے چراغ تھے
گل ہوتے ہوتے صبح کی قسمت بنا گئے

رن میں نماز عصر پڑھیں گی کچھ آیتیں
سو رہے شہادتوں کے مصلّے بچھا گئے

دیکھا جو تعزیئے کو تو محسوس یہ ہوا
ہم لوگ کربلا کے بہت پاس آ گئے

بہنوں نے مشک بالی سکینہؑ کی باندھ دی
بھائی امام باڑوں میں پرچم سجا گئے

اکبرؑ کہو اذان کہ وقت نماز ہے
جو لوگ آنے والے تھے وہ لوگ آ گئے

جو ہاتھ کٹ گئے تھے پئے نصرت حسینؑ
وہ ہاتھ منبروں پہ علم بن کے چھا گئے

نیرؔ ہماری پلکوں کے منبر سے اشک غم
جو ہم سنا نہ پائے وہ نوحے سنا گئے

علم عباسؑ غازی کا سجائے جس کا جی چاہے
زمیں پر آسمانوں کو بلائے جس کا جی چاہے

یہاں مثل تبرک جنتیں تقسیم ہوتی ہیں
غم شبیر کے آنگن میں آئے جس کا جی چاہے

ابو طالبؑ کا چہرہ پڑھ کے پیغمبر نے فرمایا
قیامت تک مسلماں بنتا جائے جس کا جی چاہے

ستارہ جب بھی اترے گا علیؑ کے در پہ اترے گا
گھروں کو رات بھر اپنے سجائے جس کا جی چاہے

وہی باتیں وہی لہجہ وہی آنکھیں وہی چہرہ
صفت حیدرؑ کی قدرت سے ملائے جس کا جی چاہے

کوئی بھی آگ کے ماتم سے جل جائے یہ ناممکن
علیؑ کا نام لے کر آزمائے جس کا جی چاہے

غم شبیر پر بدعت کے فتوے دے کے دنیا میں
خوشی سے عاقبت اپنی گنوائے جس کا جی چاہے

گرا کر آنکھ سے دو بوند آنسو فرش مجلس پر
ستارے توڑ لے بیٹھے بٹھائے جس کا جی چاہے

علی اصغرؑ کے ہونٹوں کی عطا نے کھول دیں راہیں
کہ اب خطروں میں کھل کر مسکرائے جس کا جی چاہے

زمین حسن پر بیٹھا ہوا ہے چاند لیلیٰ کا
محمدؐ کی زیارت کرتا جائے جس کا جی چاہے

مقدر کے سفر میں حر بھی ہے اور حرملہ بھی ہے
بگاڑے جس کا جی چاہے بنائے جس کا جی چاہے

حسینیت ہر اک مذہب کا نصب العین ہے نیرؔ
در سرور پہ سر اپنا جھکائے جس کا جی چاہے

تعجب ہے انھیں بزم ولا اچھی نہیں لگتی
علیؑ کے ذکر کی ٹھنڈی ہوا اچھی نہیں لگتی

ابو طالب کے ٹکڑوں پر پلا ہے دین پیغمبرؐ
مسلمانو نمک کھا کر دغا اچھی نہیں لگتی

خدا جانے انھیں ناد علیؑ سے کیوں عداوت ہے
بلا میں ہیں مگر رد بلا اچھی نہیں لگتی

نہ رٹ قرآن راہِ نقطۂ با بھولنے والے
ترے منہ سے تلاوت کی صدا اچھی نہیں لگتی

یہ پیراہن فقط آل ابو طالب پہ جچتا ہے
ہر اک تن پر خلافت کی قبا اچھی نہیں لگتی

نمازیں پڑھ رہا ہے دشمن آل عبا لیکن
عجب کم ظرف ہے خاک شفا اچھی نہیں لگتی

حروف آیۂ تطہیر زہراؑ کی وراثت ہیں
فدک کے غاصبوں کو انما اچھی نہیں لگتی

ہماری قوم مجلس کا تبرک کھا کے پلتی ہے
اسے دنیا کی کوئی بھی غذا اچھی نہیں لگتی

دھڑکتی ہے یہ پاکیزہ زیارت پاک نظروں میں
ولایت کے عدو، کو کربلا اچھی نہیں لگتی

وسیلہ پنجتن کے نام کا جس میں نہ شامل ہو
خدا تو کیا ہمیں خود وہ دعا اچھی نہیں لگتی

ہر اک عہدے کو حرؑ یہ کہہ کے ٹھوکر مار آیا ہے
ملے عزت تو ذلت کی فضا اچھی نہیں لگتی ہے

ہم اپنی ہر ضرورت مرتضیٰ کے در پہ رکھتے ہیں
ہمیں دنیا سے کوئی التجا اچھی نہیں لگتی

قدم سجاد کے ہیں بوسہ گاہ حرمت کعبہ
ستم گارو یہاں زنجیر پا اچھی نہیں لگتی

وہ حق فاطمہ کے چھیننے والوں میں شامل ہے
جسے زینبؑ ترے سر پر ردا اچھی نہیں لگتی

یہ اہل ظلم کیوں عابدؑ کو ہتھ کڑیاں پہناتے ہیں
انھیں معصوم ہاتھوں کی دعا اچھی نہیں لگتی

بہت دلچسپ ہے اسلام کی تاریخ اے نیّر
بغیر کربلا لیکن ذرا اچھی نہیں لگتی

جب سے ہم شبیر تیرا مرثیہ کہنے لگے
سب ہمیں خاتون جنت کی دعا کہنے لگے

دیکھ کر بازار محشر میں علم اور تعزیئے
خلد والے خلد کو بھی کربلا کہنے لگے

پرچم عباسؑ سے عیسیٰ نے پائی زندگی
اور موسیٰ اس کو امت کا عصا کہنے لگے

مل گیا جن میں ابو طالبؑ کا پاکیزہ لہو
لوگ ان ذرّات کو خاک شفا کہنے لگے

نقطۂ با کا قصیدہ پڑھ رہے تھے میرے لب
کچھ نصیری دل اسے حمدِ خدا کہنے لگے

ایک آیت چادرِ زہراؑ میں آ کر سج گئی
ہاں اسی آیت کو سورے انمّا کہنے لگے

میں نے جو خالق سے مانگا تھا وہ مجھ کو مل گیا
دیکھ کر عباسؑ کو شیر خدا کہنے لگے

آج تک دیکھی نہ یہ رفتار دنیا نے کبھی
کیا عجب رہوارِ غازی سے ہوا کہنے لگے

ایک بچے کے گلے میں تیر اور لب پر ہنسی
انبیا بھی اس ادا کو معجزہ کہنے لگے

اس زمانے میں علی اصغرؑ کا جو دشمن ملا
ہم حسینی لوگ اس کو حرملہ کہنے لگے

تھا زیارت کے لئے جو آسرا دل کے قریب
اہل غم اس آسرے کو تعزیہ کہنے لگے

الٹے اک تیرہ برس والے نے یوں چودہ طبق
فاتح خیبر بھی بڑھ کر مرحبا کہنے لگے

جیتے جی ہونے لگا پامال جب ابن حسن
جسم کے ٹکڑے چچا ہائے چچا کہنے لگے

حق کی خاطر آ گئیں دربار میں بنت نبی
ہم اسے کرب و بلا کی ابتدا کہنے لگے

دیکھ کر شہزادیٔ جنت کی ٹوٹی پسلیاں
حوصلے شیر خدا کے مرثیہ کہنے لگے

ہاں وہ زنجیروں میں جکڑا درد کا قرآن تھا
دیکھنے والے جسے زین العبا کہنے لگے

دیکھ نیؔر مل گیا تیرے قلم کو اعتبار
لوگ تجھ کو شاعرِ آلِ عبا کہنے لگے

شورِ گریہ کو کوئی موسم گھٹا سکتا نہیں
مجلس و ماتم کا دشمن چین پا سکتا نہیں

بنت احمد کی دعا پر حرف آ سکتا نہیں
یہ زمانہ رونے والوں کو مٹا سکتا نہیں

یہ عطا مخصوص ہے بس مجلس شہ کے لئے
ایک آنسو میں کوئی جنت دلا سکتا نہیں

یا وہ ابراہیم ہوگا یا عزادار حسینؑ
اور کوئی پھول شعلوں میں کھلا سکتا نہیں

زندہ باد اے فرش مجلس وہ مرے گھر آ گئے
خود ملک بھی جن کے گھر بے اذن جا سکتا نہیں

ہو گیا اشک عزا راہِ عبادت کا عصا
اب ہمارا کوئی سجدہ لڑکھڑا سکتا نہیں

ظلم کے لب سے ہنسی اصغرؑ نے ہنس کر چھین لی
اب قیامت تک ستمگر مسکرا سکتا نہیں

کہہ رہے ہیں قاتلوں کے سر پہ مقتولوں کے سر
حق کبھی باطل کے آگے سر جھکا سکتا نہیں

زورِ بازو چومتا ہے یوں بڑھاپے کے قدم
جون کو عہدِ جوانی یاد آ سکتا نہیں

یہ زمانہ کیا بڑھے گا حکمِ سرورؑ کے بغیر
اک قدم عباسؑ سا غازی بڑھا سکتا نہیں

ناتوانی چل کے دربارِ ستم تک آ گئی
حوصلوں کو ظلم زنجیریں پنہا سکتا نہیں

قیدیوں کو شام میں بلوایا پاگل تھا یزید
ہوش مند انساں قیامت گھر بلا سکتا نہیں

چھلنی چھلنی دل پہ زینب کی نگاہیں پڑ نہ جائیں
ہاتھ سینے سے علی اکبرؑ ہٹا سکتا نہیں

بازوئے عباسؑ سے کہتی تھی رو کر کمسنی
اب طمانچوں سے مجھے کوئی بچا سکتا نہیں

کیا ستم ہے بے کفن سرور ہیں اور عابدؑ اسیر
ہائے بیٹا باپ کی تربت بنا سکتا نہیں

لاڈلا ہے بن میں اور قیدِ ستم میں لاڈلی
عمر بھر بانو کے دل کو چین آ سکتا نہیں

آ گیا نیرؔ مرے ہاتھوں میں غازی کا علم
میرے قد کا کوئی اندازہ لگا سکتا نہیں

ہوا بہشت کی ہرگز وہ پا نہیں سکتا
جو اپنے گھر ترا پرچم سجا نہیں سکتا

ہر اک حسینؑ کی مجلس میں آ نہیں سکتا
مگر جو حرؑ کی طرح آئے ، جا نہیں سکتا

چلا ہے جرأت سجادؑ کا عصا لے کر
خدا کا دین کہیں لڑکھڑا نہیں سکتا

علیؑ کا لال ہے سچائیوں کا پہرے دار
کوئی بھی جھوٹی قسم اسکی کھا نہیں سکتا

وہ جس کے خون میں خیبر کی بے وفائی ہے
وہ باوفا کے علم کو اٹھا نہیں سکتا

دعائے بنت پیمبر کے پھول ہیں ہم لوگ
ہمیں کبھی کوئی شعلہ جلا نہیں سکتا

مری جبین پہ لکھا ہوا ہے نام حسینؑ
کوئی یزید مرا سر جھکا نہیں سکتا

ضمیر و نفس کی پاکیزگی ضروری ہے
نیاز و نذر ہر اک شخص کھا نہیں سکتا

یہ حرملہ سے کہا مسکرا کے اصغرؑ نے
میں وہ دیا ہوں جسے تو بجھا نہیں سکتا

یہ شیر فاتح خیبر کا شیر ہے ورنہ
ہر ایک مشک سکینہؑ اٹھا نہیں سکتا

بتا رہا ہے یہ عباسؑ کے علم کا جلال
حسینیت کو زمانہ مٹا نہیں سکتا

امام وقت کے ہاتھوں پہ پائی ہے معراج
کوئی بلندیٔ بے شیر پا نہیں سکتا

چلے گی خطبۂ زینبؑ کی تیغ کوفے میں
یزید اب تجھے کوئی بچا نہیں سکتا

یہ سو رہے ہیں رضائے خدا کے بستر پر
علیؑ کو اب کوئی خطرہ جگا نہیں سکتا

سکینہؑ تیرا چچا سو رہا ہے دریا پر
کوئی تجھے تری چادر دلا نہیں سکتا

لگی جو برچھی تو یہ کہہ کے رو پڑے اکبرؑ
بہن میں اب ترا وعدہ نبھا نہیں سکتا

حسینؑ ابن علیؑ کا فقیر ہوں نیّر
حکومتوں کو میں خاطر میں لا نہیں سکتا

صبح تک کے لئے حر لشکر کفار میں ہے
نیا موسیٰ نئے فرعون کے دربار میں ہے

اک خبر ہے جو ہر اک شام کے اخبار میں ہے
وہ جو سر کاٹ لایا ہے وہی ہار میں ہے

حرف تحریر میں ہے جملۂ گفتار میں ہے
کربلا آج بھی ہر سرخی اخبار میں ہے

صبح عاشور سے حسن علی اکبرؑ نے کہا
میں وہ یوسف نہیں جو مصر کے بازار میں ہے

یاد پھر آنے لگا کوفے کو حیدرؑ کا جلال
کس قدر دبدبہ زینبؑ تری گفتار میں ہے

ابھی دربار میں بولی ہی کہاں بنت علیؑ
زلزلہ کیوں یہ ابھی سے در و دیوار میں ہے

مجلس ہوئی غدیر کا منظر بدل گیا
اعلانِ حق وہی رہا منبر بدل گیا

ہجرت کی شب نے بڑھ کے نصیری سے یہ کہا
تیرے خدا سے میرا پیمبر بدل گیا

اللہ والے پاتے ہیں اب بھی علی سے بھیک
بدلے نہ یہ فقیر نہ وہ در بدل گیا

حیرت سے پردۂ شبِ اسریٰ کو ہے سکوت
بندے سے آج لہجۂ داور بدل گیا

رؤمال فاطمہ میں ہے آنکھوں کو چھوڑ کر
اشکِ غمِ حسین ترا گھر بدل گیا

خوشبوئے وفا کی آنے لگی حرؑ کے خون سے
پھولوں کے پاس آتے ہی پتھر بدل گیا

ہم بارہ راستوں سے گذر کر بھی ایک ہیں
منزل ہٹی نہ میل کا پتھر بدل گیا

نوکِ قلم کی زد پہ گلوئے حسینؑ ہے
اس دور کے یزید کا خنجر بدل گیا

آنسو بھی اٹھ کھڑے ہوئے فتووں کو دیکھ کر
بدلی فضا حسینؑ کا لشکر بدل گیا

ہم شکلِ مصطفیٰ ترے لہجے پہ ہم نثار
تیری اذاں پہ حر کا مقدر بدل گیا

حیدر کی ذوالفقار چمکتی ہے گھاٹ پر
عباسؑ کی نگاہ کا تیور بدل گیا

مشکیزے کو اٹھا کے یہ عباس نے کہا
بابا ہمارے واسطے خیبر بدل گیا

برچھی لگی تو گر پڑے دل تھام کر حسینؑ
اک پل کو جیسے سینۂ اکبر بدل گیا

گہوارے والا سو گیا مقتل کی خاک پر
بانو تمہارے لال کا بستر بدل گیا

نیؔر ہم ایک تغزیہ لے کر پہنچ گئے
پھر اس کے بعد حشر کا منظر بدل گیا

●--●--●--●--●

بیاض دل میں لکھی ہوئی پانچ نظمیں

ایک نظم سلمان فارسی کے نام

آتش خانے دہک رہے ہیں
اصفہان کے ہر معبد میں زرتشتوں کی بھیڑ لگی ہے
لیکن اک ننھا منا پیارا سا بچہ، بھیڑ سے ہٹ کر، اپنے خدا کی یاد میں گم صم
دور کہیں پر کھڑا ہوا ہے
منوچہر کی جلالتوں اور بودخشاں کی وجاہتوں سے آنکھیں موڑے
اپنے آبا کی رسموں سے ناطہ توڑے
ایک امید کی کرن سے اپنی نسبت جوڑے

دنیا سے بیزار کھڑا ہے
اس مجرم پر صدقے جاؤں، اس کے جرم پہ صدقے جاؤں
زنداں کی دیواریں جس کو ٹوک نہ پائیں
پیروں کی زنجیریں جس کو روک نہ پائیں
اتالیہ سے اسکندریہ، اسکندریہ سے مکّے تک
کتنے معبد، کتنے چرچ اور کتنے دیروحرم کا بوجھ اٹھائے
ہر راہب اور ہر عالم کو لوح دکھاتا

اک نورانی لفظ کے معنی پوچھ رہا ہے
کتنے موسم آئے کتنے بیت گئے
کتنی نسلیں ہاریں کتنی جیت گئیں

لیکن اس کی آنکھوں میں روشن شمعِ امید کی لو پر کوئی حرف نہ آیا
رستوں کی گرد اور سفر کی تھکن سے اس کے ہنستے ہوئے چہرے کی ضو پر
کوئی حرف نہ آیا
آخر اک دن نور میں ڈوبی، رنگ میں لپٹی، خوشبو دیتی وہ ساعت بھی آئی
ایک کھجور کے پیڑ کے نیچے
اس کی لوح کو روشن کرنے والے لفظ کا معنی
اپنے قدموں چل کر اس سے ملنے آیا
اک دن سارے عرب نے دیکھا
وہی عجم کا بوڑھا سپاہی اپنے نبی کی نصرت کا پیمان کیے میدان میں
خندق کھود رہا ہے
کفر کی ہمت توڑ رہا ہے
اپنے دل اور اپنے دل کی ہر دھڑکن کو روحِ شجاعت، جانِ رسالت،
شانِ امامت،
علیؑ کی جانب موڑ رہا ہے
زندہ آباد اے فارس والے بوڑھے سپاہی
تیری نمازِ میت فاتحِ خندق نے خود آ کے پڑھائی
زندہ آباد اے فارس والے بوڑھے سپاہی

ایک نظم ابوذر غفاری کے نام

وہ گندمی رنگ کا مسافر
وہ گندمی رنگ کا مسافر
وہ سردیوں کی ٹھٹھرتی راتوں میں چاہتوں کا الاؤ روشن کیے ہوئے
زیرِ آسماں گڑگڑا رہا ہے
یہ اس کے لاغر بدن کے سب استخواں لرزتے ہیں
یا فرشتے خدا کی تسبیح کر رہے ہیں
یہ اس کی سانسوں کی سرسراہٹ ہے یا فضا میں صدائے تہلیل گونجتی ہے
یہ شخص کس کی تلاش میں ہے؟
یہ شخص کس کی تلاش میں ہے؟
زمین، آکاش، چاند، تارے، سب اپنی دھن میں رواں دواں ہیں
اور اس مسافر کو ایک دھن ہے، بس ایک دھن ہے، بس ایک دھن ہے
زمینِ مکہ بتا تری عظمتوں کا سورج کہاں چھپا ہے
سحر ہوئی چاند نے مسافر کو اس کے سورج کا گھر بتایا
پھر اس مسافر نے اپنے سورج کے اجلے قدموں پہ سر جھکایا
وہ چشمۂ نور میں بڑی دیر تک نہایا

اٹھا تو ہونٹوں پہ ایک فقرہ سجا کے اٹھا
خدائے واحد کی ذات سچ ہے۔ نبی کی ایک ایک بات سچ ہے

بدن پہ زخموں کی آیتوں کو سجا رہا تھا، مگر وہ کلمہ سنا رہا تھا
خوشی سے دروں کی بارشوں میں نہا رہا تھا، مگر وہ کلمہ سنا رہا تھا
اسی نے تصویرِ زندگانی کو جاودانی کے رنگ بخشے
اسی نے مکے کے رہزنوں کو زکوٰۃ دینے کے ڈھنگ بخشے
اسی نے محنت کشوں کی خاطر علم اٹھایا
غرورِ دولت کے توڑنے کو کلاہِ غربت میں حق پرستی کا خم اٹھایا
یہی تو اس کی خطا تھی جس کی سزا میں یثرب بدر ہوا وہ
مدینہ تیرے خموش کوچے، اداس قریئے، ہر اک مسافر سے پوچھتے ہیں
کہاں گیا وہ کہاں گیا وہ

وہ گندمی رنگ کا مسافر
وہ گندمی رنگ کا مسافر

صدا یہ ربذے سے آ رہی ہے
تڑپ تڑپ کر گزر چکا ہے
تمھارا بیٹا!
یتیم ہونے کو جا رہی ہے
تمھاری بیٹی!
رسول کے باوفا ابوذرؓ!!
رسول کے باوفا ابوذرؓ!!

ایک نظم اویس قرنی کے نام

اجل سے پیمان باندھنے والے باوفاؤ
کبھی احد کی کتاب پڑھنا

دلیرو، ساونتو، سورماؤ
کبھی احد کی کتاب پڑھنا

خود اپنے نیزوں سے اپنے زخموں کو سینے والو
لہو کی بارش میں جینے والو
حجاز والو، مدینے والو
محاذ جاں کی عبارتوں میں شجاعتوں کا نصاب پڑھنا
کبھی ورق بدر کے الٹنا
کبھی احد کی کتاب پڑھنا
کبھی احد کی کتاب پڑھنا
کتاب پڑھ کر، نصاب پڑھ کر وہ ایک کھویا ہوا سا صفحہ تلاش کرنا
احد کی سب سرحدوں کے اس پار ہے جو خطہ تلاش کرنا
جہاں افق کی جبیں پہ سورج کی انگلیوں نے رقم کیا ہے
عجب چمکتا ہوا سا اک نام قرن والا
مدینے والے کو جو ملا ہے خدا سے انعام قرن والا
جو اپنے دندان درابیض سے نصرتوں اور نسبتوں کی عجیب تاریخ لکھ گیا ہے

نبی کے دو دانتوں کی محبت میں اپنے سب دانت توڑ کر جو عقیدتوں کو
عجیب عنوان دے گیا ہے

ہر ایک موتی اسی کی خیرات، ہر ستارہ اسی کا صدقہ
شہادتوں کے تمام بابوں میں سب سے روشن وہ باب پڑھنا
اویس قرنی کے نام سے جو ہوا ہے وہ انتساب پڑھنا
کبھی احد کی کتاب پڑھنا
کبھی احد کی کتاب پڑھنا

اویس قرنی کے نام سے جو ہوا ہے وہ انتساب پڑھنا

ایک نظم میثم تمار کے لئے

کوئی بھی عہد حکومت ہو
سیاست کا کوئی موڑ ہو
ہر دور میں سچائی کی تعزیر کا انداز وہی رہتا ہے
سامری کوئی ہو زرداروں کا بازار وہی رہتا ہے
کوئی بھی مصر ہو یوسف کے خریدار وہی رہتے ہیں
کوئی فرعون ہو، ہارون کو تو شہر بدر ہونا ہے
کوئی نمرود ہو حق والوں کو شعلوں کا سفر کرنا ہے
یہی تہذیب کی میراث ہے
تاریخ کی بے انت روایت ہے یہی
ان روایات کے دھاروں میں وہ ٹھہرے ہوئے کردار کہاں ملتے ہیں
دل کی خاطر جو لہو اپنا علم کرتے ہیں
حرفِ حق بڑھ کے سرِ دار رقم کرتے ہیں
یوں تو ہر شہر ہوا جاتا ہے کوفہ لیکن
کسی کوفے میں کوئی میثم تمار کہاں ہوتا ہے
اے محمدؐ کی بشارت
اے علیؑ کے میثمؑ
میرا دل آج بھی کرتا ہے ترے دل کو سلام

میرا خوں آج بھی کرتا ہے ترے خوں کو سلام
میں نے دیکھا ہے تجھے
فاتح خیبر کی مناجاتوں میں
ساتھ رکھا مرے مولا نے تجھے کتنی دعا ہوتی ہوئی راتوں میں
تو نے حیدرؑ کی غلامی کا بھرم رکھا ہے
یا علیؑ کہتے ہوئے موت کے تختے پہ قدم رکھا ہے
موت کی آنکھوں میں یوں ڈال کے آنکھیں کوئی حق بات کہاں کہتا ہے؟
کون یوں دار کی اونچائی سے اعلانِ وفا کرتا ہے؟؟
"ہاں مگر تیرے سوا، تیرے سوا، تیرے سوا" ....!!

ایک نظم حجر بن عدی کے لئے

بھرے ہوئے دربار نے دیکھا
زنجیروں میں جکڑا قیدی
منبر کی اونچائی پہ خاموش کھڑا ہے
قیدی کو یہ حکم ہوا ہے
برا کہے منبر سے علیؑ کو
عشق علیؑ کی یہی سزا ہے
قیدی کی آنکھوں میں چمک ہے
لب پر معنی خیز تبسم
دیواروں پر ایک سنّاٹا گونج رہا ہے
حاکم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے قیدی پوچھ رہا ہے
تمھیں کہو؟ کس علیؑ کو آخر برا کہوں میں؟؟
خندق، خیبر، بدر، احد سب جس کی فتح کے خطّے ہیں
جس کے رہین منت ساری آیتیں سارے سورے ہیں
قرآں کے الفاظ کو جو معنی دیتا ہے وہی علیؑ
بیچ کے نفس جو قدرت کی مرضی لیتا ہے وہی علیؑ
جس نے جنگ کے میدانوں میں اپنے مصلّے بچھا دیئے
جس نے سب مفہوم شجاعت تلواروں کو سکھا دیئے

علیؑ کی مدحت جاری ہے اور مدحت کا تیور بھی عجب ہے
کیسا عجب قیدی ہے یہ منبر بھی عجب، منظر بھی عجب ہے
دائیں جانب کھولتا پانی
بائیں جانب ٹھنڈا پانی
ظلم نے قیدی کو منبر سے جلتے ہوئے پانی میں ڈالا
پھر یہ پوچھا ''کیا کہتے ہو''؟
قیدی نے پھر ہنس کے پکارا ''وہی جو منبر پر کہتا تھا''
ظلم نے ہار کے پھر قیدی کو جلتے ہوئے پانی سے نکالا
اور ٹھنڈے پانی میں ڈالا
پھر یہ پوچھا ''کیا کہتے ہو''!
قیدی نے پھر ہنس کے پکارا ''وہی جو منبر پر کہتا تھا''
تم نہ مجھے پہچان سکو گے
''میں ہوں علی والا اور میرا نام حجر ہے''!

غم تیرے کرم سے شادمانی ہو جائیں
سب مٹتے ہوئے نقش جاودانی ہو جائیں
طے کرنا ہے مجھ کو یہ سفر پہاڑوں جیسا
تو چاہے تو سب مشکلیں پانی ہو جائیں

۱

چشم سلماں، قلب میثم، عزم قنبر چاہیئے
ہاں غرورِ وقت کو اک اور ٹھوکر چاہیئے
کیسی ہوتی ہے محمدؐ کی نظر میں زندگی
یہ سمجھنے کے لئے فکر ابوذر چاہیئے

۲

چھو لے کانٹوں کو تو کانٹا بھی گلِ تر ہو جائے
دھوئے ہاتھوں کو تو دھوون سے بھی گوہر ہو جائے
اس کی آغوش کے پالوں کو کوئی کیا سمجھے
جس کے ماتھے کا پسینہ بھی پیمبر ہو جائے

۳

رباعیات و قطعات

غلام آیا منارے پر کنیز آئی مصلے پر
بدل ڈالے مرے آقا نے سب نقشے مدینے کے
زمانہ دیکھے کردار بلال و سیرت فضہ
حبش کے کوئلے بھی ہو گئے ہیرے مدینے کے

۴

معبودِ حقیقی کے ولی بولتے ہیں
یا اس کے کمالات جلی بولتے ہیں
معراج سے آتی ہے خدا کی آواز
محسوس یہ ہوتا ہے علیؑ بولتے ہیں

۵

میں بھی مجلس میں عجب جاہ و حشم رکھتا ہوں
اپنے لہجے سے خطابت کا بھرم رکھتا ہوں
لفظ ہوتے ہیں عطا نہج بلاغہ سے مجھے
یا علی کہہ کے میں منبر پہ قدم رکھتا ہوں

۶

سورج ستارے چاند کی ضو پر علی کا نام
ہر موج سیل نور کی رو پر علیؑ کا نام
دل میرا کیا بجھائیں گے جھونکے ہواؤں کے
لکھا ہے اس چراغ کی لو پر علیؑ کا نام

۷

زندگی دھندلائی جاتی تھی اجل کا وار تھا
تھی گھٹن ایسی کہ سانسوں کا سفر آزار تھا
کیا بتاؤں کام آیا ہے کہاں نام علیؑ
میں وہاں زندہ رہا مرنا جہاں دشوار تھا

۸

محمد کا وصی حق کا ولی کہنا ہی پڑتا ہے
خدا کے نام کا نقش جلی کہنا ہی پڑتا ہے
زمانہ لاکھ کترائے ابوطالب کے بیٹے سے
مگر وقت مصیبت یا علی کہنا ہی پڑتا ہے

۹

جب ایک بندے نے اوصاف رب سمیٹ لئے
نصیریوں نے خدا کہہ کے لب سمیٹ لئے
زمانے والے اڑاتے رہیں سروں پہ غبار
علی نے جتنے فضائل تھے سب سمیٹ لئے

۱۰

فقط جلالت کعبہ نہیں کچھ اور بھی ہے
حدودِ فکر میں آتا نہیں کچھ اور بھی ہے
علیؑ کو دیکھ کے آواز دی نصیری نے
یہ آدمی کوئی بندہ نہیں کچھ اور بھی ہے

۱۱

ثبوت حق کے لئے زندگی کے مول دیئے
کہ ممکنات میں واجب کے رنگ گھول دیئے
زمانہ چاند ستاروں کی سیر کرتا رہے
تمام عرش کے رستے علیؑ نے کھول دیئے

۱۲

تربت کی شان دیکھ کے دل جھومنے لگا
منظر جناں کا پیش نظر گھومنے لگا
کرنے لگے ملک جو عقیدے کی گفتگو
میں قبر میں علیؑ کے قدم چومنے لگا

۱۳

اپنی ماں کہہ کے پکارے جسے خود باپ اس کا
ایسا دنیا میں کسی بیٹی کو رتبہ نہ ملا
جس کی چادر میں نظر آئے بہتر پیوند
اس کی چادر میں کہیں ایک بھی دھبہ نہ ملا

۱۴

ہم جنھیں کہتے ہیں نیّر سجدہ گاہ
وہ ہیں سکے فاطمہؑ کے نام کے
چل رہی ہیں سیدہ کی چکیاں
بن رہے ہیں دائرے اسلام کے

۱۵

کمند اپنی ستاروں پہ ڈال سکتا ہے
نظام ارض و سما کو سنبھال سکتا ہے
دعائے فاطمہ زہرا نصیب ہو جس کو
اذان دے کے وہ سورج نکال سکتا ہے

۱۶

یہ نہ کہنا کہ مجھے وقت نے مجبور کیا
میرے کردار نے باطل کا بھرم چور کیا
بعد میں صلح ہوئی پہلے مرے دشمن نے
میری رکھی ہوئی ہر شرط کو منظور کیا

۱۷

اس شہنشاہ مشرقین کا نام
یعنی زہرا کے نور عین کا نام
روشنائی کا کیا بھروسہ ہے
آنسوؤں سے لکھو حسینؑ کا نام

۱۸

بلبل سے نہ قمری سے نہ سوسن سے سنیں
شیون کی صدا پیکر شیون سے سنیں
کیا کہتا ہے شبیرؑ کا مقتل ہم سے
آؤ دل سجاد کی دھڑکن سے سنیں

۱۹

اک پھول ہے زخموں کے گلستان میں ہے
یا نوح کی کشتی ہے جو طوفان میں ہے
سجاد کو دیکھ کر یہ کہتے تھے ملک
قرآن ہے اور شام کے زندان میں ہے

۲۰

مرثیے پڑھتی رہے گی چشم نم سجاد کے
قید میں بھی کم نہیں جاہ و حشم سجادؑ کے
وہ زمینیں آسمانوں کا مقدر ہو گئیں
پڑ گئے تھے جن زمینوں پر قدم سجادؑ کے

۲۱

کر بلا والے علیؑ نہج بلاغہ کی قسم
تیری صورت ہمیں قرآن نظر آتی ہے
جب سے پہنی ہے ترے نام کی بیڑی سجاد
راہ دشوار بھی آسان نظر آتی ہے

۲۲

دنیا سے کہہ رہا ہے مورّخ پکار کے
میرا قلم تو ہو گیا خاموش ہار کے
کوئی حساب داں ہو تو عابد کے غم گنے
چہرے پہ زخم ملتے ہیں اشکوں کی دھار کے

۲۳

آئے باقرؑ تو پکارے اٹھے علیؑ ابن حسینؑ
میرا فرزند، لئے شان اب وجد آیا
کبھی آغوش محمدؐ میں علیؑ آئے تھے
پئے آغوش علیؑ آج محمدؑ آیا

۲۴

جلالت دین کی شان امامت اور بڑھتی ہے
لگے بندش تو توفیق مودت اور بڑھتی ہے
میں نذر جعفر صادقؑ میں جتنا خرچ کرتا ہوں
خدا کا شکر میرے گھر کی برکت اور بڑھتی ہے

۲۵

کہیں نفس زکیہ ہیں کہیں باب الحوائج ہیں
بڑے مشہور ہیں اب تک خطاب موسیٰ کاظمؑ
اگر ہارون تو فرعون ہے اپنے زمانے کا
تو ہیں تیرے لئے موسیٰؑ جناب موسیٰؑ کاظم

۲۶

قافلے آتے ہی رہتے ہیں زیارت کے لئے
چشمۂ لطف و عطا مند نہیں ہوتا ہے
صدقے جاؤں ترے جلووں کے امام ہشتمؑ
تیرا دربار کبھی بند نہیں ہوتا ہے

۲۷

ہر حال میں راضی بہ رضا کہتے ہیں
عقدے بھی جسے عقدہ کشا کہتے ہیں
پلتی ہے کائنات اسی کے ٹکڑوں پر
سب جس کو غریب الغربا کہتے ہیں

٢٨

بیاباں اور ہوتا ہے نشیمن اور ہوتا ہے
تقی سا پھول ہو جس میں وہ گلشن اور ہوتا ہے
امام وقت ہوتے ہیں یہاں نو سال کے بچے
ابو طالب کی اولادوں کا بچپن اور ہوتا ہے

٢٩

دسویں ہادی بھی تھے اور بارہویں معصوم بھی تھے
بزم عصمت میں وہی چوتھے علی کہلائے
کتنی پاکیزگی ہے خون ابو طالب میں
دسویں پیڑھی کی بھی اولاد نقی کہلائے

٣٠

جسم اتنا ناتواں کردار اتنا تاب دار
قید خانے کا ستم بھی آپ پر حیران ہے
اے امام عسکری ہم آپ کے ادنیٰ غلام
آج بھی دنیا ہمارے واسطے زندان ہے

٣١

شکل و صورت میں مصطفیٰ کی طرح
اور شجاعت میں مرتضیٰ کی طرح
ہو نہ جائے نصیر یوں کو خبر
تم تو غائب بھی ہو خدا کی طرح

٣٢

صاف ہوتا ہے عیاں موجوں کی طغیانی سے
صبح کے وقت گذرتا ہے کوئی پانی سے
طاق امید میں رکھے ہوئے بے نور چراغ
روشنی مانگ رہے ہیں تری پیشانی سے

٣٣

میرے مولا تری ہیبت ہے عیاں پانی پر
اٹھتا رہتا ہے سمندر میں دھواں پانی پر
اس جگہ جائیں تو جبریل کے شہپر جل جائیں
میرے مولاؑ کا مصلےٰ ہے جہاں پانی پر

۳۴

روک لے آ کے ان آئینوں کو پتھرانے سے
چہرے مل جائیں گے جذبوں کو ترے آنے سے
جان پا جائیں گے بچھ کر ترے قدموں میں گلاب
ورنہ کیا فائدہ گلدانوں میں مرجھانے سے

۳۵

بے شیر ہیں قاسمؑ ہیں عباسؑ ہیں اکبرؑ ہیں
ہیں چھوٹے بڑے لیکن جرأت میں برابر ہیں
عاشور کا دن نکلا تاریخ پکار اٹھی
شبیرؑ کے لشکر میں ہر عمر کے حیدرؑ ہیں

۳۶

صبر کردار ترا عزم قرینہ عباسؑ
تو ہے شبیرؑ کے کنبے کا مدینہ عباسؑ
نور کی طرح نگاہوں میں علی اصغرؑ ہیں
تیرے سینے میں دھڑکتی ہیں سکینہؑ عباسؑ

۳۷

اس لعل کی مثال نہیں کائنات میں
مشکل کشا نے پایا ہے جس کو دعا کے بعد
جرأت پکاری چہرۂ عباس دیکھ کر
شیر خدا اک اور ہے شیر خدا کے بعد

۳۸

علیؑ مزاج علیؑ دل علیؑ نظر زینبؑ
ہیں تم میں نہج بلاغہ کے سب اثر زینبؑ
جہاں میں لہجۂ حیدرؑ کے دو ہی مالک ہیں
اک آسماں پہ خدا اک زمین پر زینبؑ

۳۹

کیا ہو زینبؑ کے لاڈلوں کا بیاں
ان کے اوصاف کی کوئی حد ہے
عون ہے ہو بہو علیؑ کی مثال
اور محمد تو خود محمد ہے

۴۰

مرحبا شیر خوارِ کرب و بلا
اس تبسم کے کیا قرینے ہیں
اک طرف پوری کائنات کی عمر
اک طرف تیرے چھ مہینے ہی

۴۱

مسکراتے ہوئے بے زباں مرحبا
سارے اوصاف کتنے جلی ہو گئے
پل کے عباسِ غازی کی آغوش میں
چھ مہینے میں بالکل علیؑ ہو گئے

۴۲

سبطِ پیغمبر کو حاصل یہ سعادت ہو گئی
گھر میں ہم شکلِ پیمبر کی ولادت ہو گئی
مل گئی شبیر کو اک وقت میں دہری خوشی
بیٹے کا دیدار نانا کی زیارت ہو گئی

۴۳

کہیں پہ صلح کی شرطیں ہیں اور کہیں تعویذ
قلم سے جیتے ہوئے رن کی بات کرتے ہیں
ہے ایک یہ بھی تو عنوانِ مدحِ قاسمؑ کا
چلو حسنؑ کے لڑکپن کی بات کرتے ہیں

۴۴

ام فروہ کے چاند زندہ آباد
تیرے رخ پر شکن نہیں دیکھی
آ کے دیکھے وہ حملۂ قاسمؑ
جس نے جنگِ حسن نہیں دیکھی

۴۵

ذہنوں میں جان پڑتی ہے قتلِ انا کے بعد
شہرِ وفا بھی آتا ہے دشتِ جفا کے بعد
یہ رات بیت جائے تو پھر حر کو دیکھنا
سورج بہت چمکتا ہے کالی گھٹا کے بعد

۴۶

رنگ ماحول کا کردار پہ چھانے نہ دیا
نور نے کھینچ لیا نار میں جانے نہ دیا
حر وہ ٹوٹا ہوا شیشہ تھا جسے سرور نے
ایسا جوڑا کہ کوئی بال بھی آنے نہ دیا

۴۷

ہیرا حبش کا چشمِ ابوذر کا خواب ہے
یا سنگِ اسود پسرِ بوتراب ہے
روشن ہوں کیوں نہ جون کے چہرے پہ آیتیں
شبیر کے چمن کا یہ کالا گلاب ہے

۴۸

خشک ان پلکوں کی شبنم نہیں ہونے دینا
روشنی تیز ہے مدھم نہیں ہونے دینا
اے مری آنکھو مرے دل سے لہو لے لینا
ہاں مگر اشکِ عزا کم نہیں ہونے دینا

۴۹

اسلوبِ شاعری کا مری کربلائی ہو
ہاں اے مرے جگر کے لہو روشنائی ہو
اے آنسوؤ سنو تو مرے دل کی دھڑکنیں
جیسے لہو نے پھر صفِ ماتم بچھائی ہو

۵۰

ضد نہ کر تو، مجھے فردوس میں لے جانے کی
راستہ چھوڑ مجھے کرب و بلا جانا ہے
اپنی جنت کو ابھی اور سجا لے رضوان
اس سے اچھا تو مرے گھر کا عزاخانہ ہے

۵۱

فہرست کتب

۱۔ نعیم الابرار	۵رجلدیں	۵۰۰روپیہ
۲۔ خطیب آل محمد	۵رجلدیں	۱۹۰روپیہ
۳۔ گلزار خطابت	۳رجلدیں	۹۰روپیہ
۴۔ شہادت صادقین	۳رجلدیں	۶۰روپیہ
۵۔ چالسیں مجالس (اردو)		۵۰روپیہ
۶۔ چالسیں مجالس (ہندی)		۵۰روپیہ
۷۔ چودہ معجزے (کہانیاں)		۱۵روپیہ
۸۔ نایاب و مجرب دعائیں		۱۵روپیہ
۹۔ مجالس ترابی		۵۰روپیہ
۱۰۔ حسین فرزند مصطفیٰ		۶۰روپیہ
۱۱۔ اصل واصول شیعہ		۲۵روپیہ

۱۲۔ شیعیت کا آغاز۔ کب اور کیسے؟		۱۶روپیہ
۱۳۔ زیارت ناحیہ		۲۲روپیہ
۱۴۔ جلال پور کے نوحے		۲۰روپیہ
۱۵۔ تعقیبات نماز		۱۰روپیہ
۱۶۔ تعقیبات نماز خورد		۶روپیہ
۱۷۔ سفینۂ نجات	نعت ومنقبت	۲۰روپیہ
۱۸۔ مجموعۂ مناجات		۱۵روپیہ
۱۹۔ گلدستۂ مناجات		۷روپیہ
۲۰۔ معجزۂ جناب زینب		۵روپیہ
۲۱۔ سوتاریخی کہانیاں		۳۵روپیہ
۲۲۔ وظائف الابرار	جلی حروف	۶۵روپیہ
۲۳۔ سوانحی عمری حضرت زہرا		زیر طبع

The very first couplet of Maharishi balmiki was born at the bank of river Saryu, and Dr. Abbas Raza Nayyar born at 30 June 1976 in Jalalpur (Avadh) at the bank of river Tamsa attributery to the river Saryu. Scholar & Litraturer, Dr. Nayyar was educated primary and shifted at the tendor age to the religious atmosphere of Lucknow School to obtain the Degree of Sadrulafazil from Sultanul Madaris & Waiz from Madarsatul Waizeen. Along with religious education , he was admitted to LKO University to obtain B.A., M.A., L.L.B., Now as a Matured poet and writer, he entered into the literary atmosphere of Deptt of Urdu in LKO University & submitted his Phd. Thesis the topic-" on MEIN URD SHAIRI KARBALA" ALAMATE supervision under

Anis Ashfaq.Dr. Nayyar is now engaged with the research project entiled "BISWIN SADI MEIN LUCKNOW KA URDU ADAB" which has already been approved by the U.G.C.

Dr. Nayyar is working as head of the Deptt of PG Studies & research in Urdu M.H. P.G. College Moradabad U.P. for five years, & programme officer of N.S.S. Govt of India.

A very good acadmician, Critic writer, poet & Orater of his style, Dr. Nayyar has visited serveral countries in connection of seminars, Mushairas & Oration. His main writing work is depend in study of symbol metaphor & imagery in Urdu poetry, there his own poetry is knitted, studded & ormamented by all these qulities. You can observe in this book "DARYA CHAUDA LEHRON KA" which is in your hands.

Dr. Naseemuzzafar